الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

اگست
2024

پاکستانی سپریم کورٹ کا افسوس ناک فیصلہ

آپ کو یہ جان کر انتہائی غم ہوگا کہ ہمارے پڑوسی ملک پاکستان کی سپریم کورٹ نے ۲۴ جولائی ۲۰۲۴ء میں قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کی قانونی اجازت کا انتہائی بدترین اور قابل مذمت فیصلہ سنایا ہے، اس مجرمانہ فیصلے پر عالم اسلام میں تھو تھو ہو رہی ہے۔ مبارک ثانی قادیانی مقدمہ میں سپریم کورٹ کے چیف قاضی فائز عیسیٰ نے قادیانیت نوازی کی انتہا کر دی۔ قادیانیوں کو اپنے حلقوں، اپنی قیام گاہوں اور اپنے نجی اداروں میں قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کی اجازت دے دی۔ مبارک ثانی قادیانی کی حمایت کا فیصلہ قرآن عظیم اور احادیث نبویہ کے سراسر خلاف ہے اور یہ بھونڈا فیصلہ آئین پاکستان کے بھی خلاف ہے۔

مبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبدالحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 49 شمارہ 8 | اگست 2024ء | صفر المظفر 1446ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ 30 روپے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ 750 روپے

دیگر بیرونی ممالک

25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ	خاتم النبیین ﷺ اور فتنۂ قادیانیت	مبارک حسین مصباحی	5
	مطالعۂ قرآن		
تفہیمِ قرآن	قرآنی تعلیمات اور مریضوں کے لیے خصوصی مراعات (۳)	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	8
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	11
	نظریات		
فکر امروز	ڈھابوں کی مذہبی پہچان	آس محمد	13
	اسلامیات		
شعاعیں	عید میلاد النبی ﷺ حقائق کے اجالے میں	محمد تحسین رضا نوری	15
	تحفظ ختم نبوت		
ختم نبوت	پاکستان میں قرار داد ختم نبوت کی گولڈن جبلی	مبارک حسین مصباحی	17
	ختم نبوت کی سچی حکایات	غلام مصطفیٰ مجددی ایم.اے.	21
	مرزا قادیانی کی دورخی پالیسی اسلام اور ماڈرن سائنس کی نظر میں	عرفان محمود برق	25
	شخصیات		
انوار حیات	مولانا سید کفایت علی کافی شہید	مولانا محمد شہاب الدین رضوی	28
	اساطین تصوف		
ذکر جمیل	خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا	مفتی محمد اعظم، مبارک پوری	33
	بزم خواتین		
چراغ خانہ	امریکی خواتین کا قبول اسلام	محمد ریاض	36
	بزم دانش		
فکر و نظر	سیرتِ رسول اور تحفظ ماحولیات	مہتاب پیامی/ڈاکٹر محمد سبطین رضا مرتضوی	38
	ادبیات		
گوشۂ ادب	ختم نبوت اور رد قادیانیت، علامہ بدر القادری کی جامع کتاب	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری	48
نقد و نظر	تذکرۃ المصنفین	مولانا فرحان مصطفیٰ نظامی	50
	وفیات		
سفر آخرت	ڈاکٹر ساحل سہسرامی مصباحی: ایک مقناطیسی شخصیت	محمد ولی اللہ قادری	52
	ڈاکٹر ساحل سہسرامی مصباحی کا انتقال پر ملال	مولانا محمد آصف جمال جمالی	53
	مکتوبات		
صدائے بازگشت	محمد عرفان قادری، محمد سعید نوری		54
	سرگرمیاں		
عالمی خبریں	غزہ پر اسرائیلی کنٹرول/سپریم کورٹ کا فیصلہ مسترد		56
خیر و خبر	قادیانیوں کی تبلیغ کی اجازت/عقیدۂ ختم نبوت جزوِ ایمان		57
	منظومات		
خیابان حرم	نعتیں	مظفر وارثی، مہتاب پیامی	58

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور فتنۂ قادیانیت

مبارک حسین مصباحی

آپ کو یہ جان کر انتہائی غم ہوگا کہ ہمارے پڑوسی ملک پاکستان کی سپریم کورٹ نے 24 جولائی 2024ء میں قادیانیت کی تبلیغ واشاعت کی قانونی اجازت کا انتہائی بدترین اور قابل مذمت فیصلہ سنایا ہے، اس مجرمانہ فیصلے پر عالم اسلام میں تھو تھو ہو رہی ہے۔ مبارک ثانی قادیانی مقدمہ میں سپریم کورٹ کے چیف قاضی فائز عیسیٰ نے قادیانیت نوازی کی انتہا کردی۔ قادیانیوں کو اپنے حلقوں، اپنی قیام گاہوں اور اپنے نجی اداروں میں قادیانیت کی تبلیغ واشاعت کی اجازت دے دی۔ مبارک ثانی قادیانی کی حمایت کا فیصلہ قرآن عظیم اور احادیث نبویہ کے سراسر خلاف ہے اور یہ بھونڈا فیصلہ آئین پاکستان کے بھی خلاف ہے۔

اس وقت پاکستان میں خصوصی طور پر اور عالم اسلام میں عمومی طور پر تحفظ ختم نبوت گولڈن جوبلی منایا جارہا ہے، 7 ستمبر 1974ء کو پاکستانی پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، 2024ء میں اس کے پچاس برس مکمل ہو رہے ہیں، اس تاریخی فیصلے کی گولڈن جبلی پر ہر طرف جشن منایا جارہا ہے۔

دراصل انیسویں صدی کے آخر میں قادیان ضلع گورداسپور پنجاب انڈیا کی زمین پر کذاب مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا، وہ اپنی سرشت اور جسمانی طور پر کثیر بیماریوں کا بدبودار معجون مرکب تھا۔ وہ خبیث ایک ایک شب میں سو سو بار پیشاب کرتا، خونی پیچش اور بدہضمی کا شکار رہتا، لکھنے بولنے کی کچھ شُدھ بُدھ تھی مگر ہمیشہ متضاد بیانات جاری کرتا، نیم حکیم خطرۂ جاں اور نیم ملا خطرۂ ایمان کا صحیح مصداق تھا۔ کبھی لکھتا اور بولتا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور پھر اپنے نبی ہونے کا مدعی ہوا، اس نے اپنی ناپاک زندگی میں متعدّد قسم کے باطل دعوے کیے، اس نے خاتم النبیین کے معنی ومفہوم کی تشریح اپنی مرضی کے مطابق کی اور اپنے امتی نبی، ظلی نبی، بُروزی نبی، ثیل مسیح، مسیح موعود اور رسول ہونے کے باطل دعوے کیے۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک اسلام وسنیت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، ان کے بعد تاقیامت کسی بھی نوعیت کا نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول۔ وحی کا سلسلہ اب ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا ہے۔

آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مدعیانِ نبوت پیدا ہوگئے تھے۔ مسیلمہ کذاب نے اسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بہت سے لوگوں کے دماغ میں یہ سودا سما گیا، اسود عنسی، طلیحہ بن خویلد کئی مدعیانِ نبوت پیدا ہو گئے۔ بعض عورتیں بھی اس خبط میں مبتلا ہوگئی تھیں۔ قبیلہ تمیم کی ایک عورت سجاح بنت خویلد بھی نبوت کی دعوے دار بن گئی تھی اور مسیلمہ کذاب سے شادی کرلی تھی۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان جھوٹے نبیوں کے استیصال کی طرف توجہ فرمائی۔ مسیلمہ کی مہم حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی، عکرمہ رضی اللہ عنہ ان کی مدد پر مامور ہوئے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ طلیحہ بن خویلد کی طرف بڑھے، طلیحہ کے متبعین کو قتل وگرفتار کیا گیا، تیس قیدیوں کو مدینہ منورہ روانہ کیا گیا۔ طلیحہ شام بھاگ گیا، پھر تجدید اسلام کرکے مسلمان ہوگیا۔ دوسری روایت ہے کہ جنگ کی نوبت نہیں آئی، طلیحہ کے پیروکاروں میں زیادہ تر قبیلہ طے تھا، اس کے سردار عدی بن حاتم نے اسے دوبارہ مسلمان بنالیا۔ باقی دوسرے متبعین کو خالد بن ولید نے شکست دے کر قتل وگرفتار کیا۔

حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں تھے، عکرمہ نے شرجیل سے پہلے پہنچ کر مسیلمہ کے پیرو بنی حنیفہ پر حملہ کردیا، لیکن انھیں شکست ہوئی، ان کی شکست کی خبر سن کر خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جو طلیحہ کی مہم سے فارغ ہوچکے تھے، شرجیل رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے بھیجا۔ مسیلمہ کے متبعین چالیس ہزار کی تعداد میں جمع تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے ایک خوں ریز جنگ کے بعد بنی حنیفہ کو نہایت فاش شکست دی۔ مسیلمہ وحشی بن حرب کے ہاتھوں قتل ہوا، اس کی بیوی سجاع جو خود مدعیۂ نبوت تھی، شوہر کے قتل ہونے کے بعد بھاگ گئی۔ اس جنگ میں بہت سے حفاظ قرآن صحابہ شہید ہوئے۔ تیسرے

مدعی نبوت اسود عنسی کی جماعت میں خود اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ اپنے ایک ساتھی قیس بن مکشوح کے ہاتھوں نشہ کی حالت میں مارا گیا۔ اس کے بعد بھی بہت سے مدعیانِ نبوت پیدا ہوئے اور یکے بعد دیگرے سب کو جہنم رسید کیا گیا۔

اس باطل کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں علمائے اہل سنت نے جو کتابیں لکھی ہیں انھیں یکجا کیا گیا تو ان کتابوں کی پاکستان میں 16 جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور رد وابطال کا سلسلہ اس کے بعد بھی مسلسل جاری ہے۔

تقسیمِ وطن سے قبل یہ قادیانی فتنہ ہندوستان میں تھا، انگریز سامراج ان کی بھرپور مدد کر رہا تھا، آج بھی برطانیہ، اسرائیل اور امریکہ وغیرہ ان کی مدد کر رہے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ آج اسرائیل اپنے مددگار امریکہ کے حکم پر فلسطین اور اسی کے علاقے غزہ کی زمین پر جس بے دردی سے مسلمانوں کی قتل وغارت گری کر رہا ہے اس نے دنیا کے انصاف پسند انسانوں کو خون کے آنسو رلانے پر مجبور کر دیا ہے، اس میں ہزاروں بچے، عورتیں اور نہتے مسلمان بھوک اور پیاس کی شدت سے تڑپ رہے ہیں، اسرائیل کی ظالم فوج ان سے محفوظ مقامات خالی کرا رہی ہے، بے شمار مسلمانوں کو انتہائی کس مپرسی کے عالم میں موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے۔ ان کے پاس نہ علاج کے لیے دوائیں ہیں اور نہ معالج، نہ ایمبولنس ہیں اور نہ حسب ضرورت ہاسپٹل، سب کو ان ظالموں نے بم برسا کر تباہ وبرباد کر دیا ہے۔ اس وقت دنیا کے نقشے پر 57 ممالک مسلم ہیں مگر بس ہیں؟؟؟ ان ملکوں کے عوام تو کسی قدر احتجاج کر رہے ہیں مگر ان نہتے مسلمانوں کے احتجاج کا حاصل کیا ہے؟ ان معاملات کو ہم سے زیادہ آپ جانتے ہیں غیر مسلم ممالک میں بھی لاکھوں افراد اس خونخوار جنگ کی مخالفت کر رہے ہیں، مغربی دنیا کے بہت سے کالجز اور یونیورسٹیوں میں بھی احتجاج ہو رہے ہیں۔ مگر مسئلہ صرف عوام کا نہیں، چند مسلم ممالک تھوڑی بہت عملی حمایت کر رہے ہیں۔ اکثر مسلم حکمرانوں نے اپنے دل ودماغ گروی رکھ دیے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسرائیل، برطانیہ اور امریکہ وغیرہ میں قادیانیوں کو بھرپور حمایت حاصل ہے۔ انھیں جس جگہ جتنی زمین اور جتنے وسائل کی ضرورت ہے ان کے لیے موجود ہے، اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان قادیانیوں کی سرپرستی کون کر رہا ہے۔ اگر یہ واقعی سچے مسلمان ہیں تو مسلم دشمن طاقتیں ان کی حمایت اور اعانت کیوں کر رہی ہیں؟؟؟

جی گفتگو کا رخ دوسری جانب چلا گیا، تقسیمِ وطن کے بعد پاکستان میں انھوں نے شر انگیزی شروع کی، بڑی چابک دستی کے ساتھ یہ قادیانی سیاست کے اہم عہدوں پر براجمان ہوئے۔ علمائے اہلِ سنت مسلسل ان کے رد وابطال میں سرگرداں تھے مگر حکومت پر امریکہ اور مغربی ممالک کا دباؤ تھا۔

1953ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت شروع ہوئی اس دوران سیکڑوں علما اور قائدین گرفتار ہوئے اور دس ہزار کے قریب مسلمانوں نے اپنی دینی حمیت اور تحفظ ختم نبوت کے نام پر جام شہادت نوش کیا۔ 7 ستمبر 1974ء پاکستانی پارلیمانی تاریخ کا دن یادگار ہو گیا جب قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی پارلیمنٹ میں چند روز تک مسلسل سوالات کرتے رہے اور مرزا طاہر قادیانی جواب دینے کی ناکام کوشش کر رہے تھے مگر مبلغ اسلام حضرت شاہ احمد نورانی کے سوالات اتنے مشکل تھے کہ ظالم قادیانی جواب دینے سے قاصر رہا اور باضابطہ حکومتی سطح پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

اب 2024ء میں اس کی گولڈن جوبلی جوش وخروش سے منائی جا رہی ہے تو پاکستانی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے قادیانیوں کو اپنے باطل نظریات کی نشر واشاعت کی چھوٹ دے دی ہے۔ یہ فیصلہ انتہائی تشویش ناک ہے، عالم اسلام میں اس فیصلے کی زبردست مذمت ہو رہی ہے۔ سچ اور حق یہی ہے کہ ہمارے نبی ختم الرسل ہیں اور خاتم النبیین کا سرنامۂ امتیاز لے کر سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش میں جلوہ گر ہوئے، ان کے بعد تاقیامت نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول۔ نبوت کا دعوا کرنے والے سیکڑوں کذابوں کو اہل حق نے جہنم رسید کر دیا، اب کسی جھوٹے نبی کو کبھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔ یہ مسئلۂ حق قرآن عظیم کی سو سے زائد آیات اور سیکڑوں احادیث سے ثابت ہے، صحابۂ کرام، تابعین عظام اولیائے کاملین اور علمائے ربانیین کا اجماعی فیصلہ ہے اب جو بھی دعوائے نبوت کرے گا اس باطل مدعیِ نبوت کو نیست ونابود کر دیا جائے گا۔ وہ چاہے کذاب مرزا غلام احمد قادیانی ہو یا اور کوئی بدباطن ناہنجار۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو ان جھوٹے نبیوں کی شر انگیزیوں سے محفوظ رکھے۔

اب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے پر چند دلائل نقل کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○ (سورۃ احزاب، آیت:40)

ترجمہ: محمد تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ کے بعد اب کوئی نبی اور رسول پیدا نہیں ہو سکتا مندرجہ آیت کریمہ

میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا صریح اور واضح اعلان ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

یہ بات یاد رکھیں جہاں رب العالمین نے ارشاد فرمایا کہ وہ کسی مرد کے باپ نہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ پیدا ہی نہیں ہوئی۔ بلکہ آیت میں "رجل" یعنی مرد کی نفی ہے۔ لڑکیوں کی تعداد پر اتفاق ہے کہ چار تھیں۔ تمام صاحبزادیاں بلوغت، ازدواج، اسلام اور ہجرت سے شرف یاب ہوئیں۔ ہاں دو فرزندوں کی پیدائش پر تمام رواۃ کا اتفاق ہے جو کہ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ہیں، مگر یہ دونوں فرزند ارجمند عہدِ طفولیت ہی میں وصال فرما گئے۔ اور "رجل" کا اطلاق جوان پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رجال کے باپ ہونے کی نفی فرمائی ہے۔

اہل سنت و جماعت کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے۔ مگر ان کی آمد نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع کی حیثیت سے نازل ہوں گے، دیگر مسلمانوں کی طرح وہ بھی ان کے قبلہ خانۂ کعبہ کی جانب رُخ کر کے نماز ادا فرمائیں گے۔ ان کی آمد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دور تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے کافی عرصہ پہلے گزر چکا اب ان کی آمد بطور نبی نہیں بلکہ ایک مقتدی اور متبع کی ہوگی۔

احادیث مقدسہ کی روشنی میں رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی بے شمار روایات ہیں۔

وعن العرباض بن ساریة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال إنی عند الله مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته (رواه فی شرح السنة)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی وقت سے خاتم النبیین لکھا گیا ہوں جس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا حاصل یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کا قالب بھی بن کر تیار نہ ہوا تھا نہ اس میں روح پڑی تھی کہ میرا نام اس دنیا میں خاتم النبیین کی حیثیت سے رب العالمین نے لکھ دیا تھا:

وعن سعد ابن وقاص قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی (رواه بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص روایت کر رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے، فرق یہ ہے کہ میرے بعد بحیثیت نبی آنے والا نہیں۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے درمیان آپس کی قرابت داری مرتبہ اور تعاون جو رہا یہ سارے اوصاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے درمیان موجود تھے، لیکن ان دونوں کے مابین جو فرق تھا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا: حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

وعن جابر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر (رواه الدارمی)

ترجمہ: حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے روز) میں تمام انبیاء اور رسولوں کا قائد ہوں گا۔ اور میں یہ بات فخریہ طور پر نہیں کہتا۔ میں سلسلہ انبیاء کو ختم کرنے والا ہوں (میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں) اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔ (قیامت کے روز) سفارش کرنے والا پہلا شخص میں ہوں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

عہد رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کا متفقہ اور اجماعی فیصلہ ہے، ہمارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد تا قیامت کسی بھی نوعیت کا نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ رسول، اللہ تعالیٰ عالمِ اسلام کو اسی نقطۂ نظر پر قائم کر رکھے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ ■■■

آخری قسط

قرآنی تعلیمات

اور مریضوں کے لیے خصوصی مراعات

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

بیمار اور مسافر کو روزہ قضا کرنے کی رخصت:

مرض باعثِ تکلیف ہوتا ہے، سفر پُر مشقت ہوتا ہے، ایسی حالت میں روزہ یقیناً دشوار ہو سکتا ہے، اسی لیے قرآن کریم نے مریض اور مسافر کو روزے کے سلسلے میں خصوصی رعایت دی ہے، فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ [سورہ بقرہ: 183-185]

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض ہیں جیسے تم سے اگلوں پر فرض تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ گنتی کے چند دنوں کے روزے فرض ہیں، جو تم میں بیمار ہو یا سفر پر ہو (اور روزہ نہ رکھ سکے) تو دوسرے دنوں میں اتنے روزوں کی قضا کرے، اور جو روزہ نہیں رکھ سکتے وہ بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دے، جو خوشی سے زیادہ دے وہ اس کے لیے بہتر ہے، اور جانو تو تمھارے لیے روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، قرآن لوگوں کی راہ نمائی، ہدایت اور حق وباطل کے درمیان امتیاز کے واضح دلائل کے ساتھ اتارا گیا، تم میں جو ماہ رمضان کو پائے وہ روزہ رکھے، جو تم میں بیمار ہو یا سفر پر ہو (اور روزہ نہ رکھ سکے) تو دوسرے دنوں میں اتنے روزوں کی قضا کرے، اللہ تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، تمھارے ساتھ سختی نہیں چاہتا، تاکہ تم گنتی پوری کرو، اور اللہ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی بیان کرو، اور اس کا شکر ادا کرو۔

ان آیات مبارکہ میں روزے کے مختلف احکام بیان کیے گئے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

1- ہر عاقل وبالغ مسلمان پر پورے ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔

لیکن کوئی ان روزوں کو انتہائی مشکل اور بشری طاقت سے بالا تر نہ سمجھے، کیوں کہ سابقہ امتوں پر بھی روزے فرض تھے۔

مزید یہ کہ ہم پر پورے سال کے روزے فرض نہیں، بلکہ گنتی کے چند دن یعنی ایک مہینے کے روزے فرض ہیں۔

روزوں کی فرضیت کا مقصد تقوی اور پرہیزگاری ہے، تو اس نعمت عظمی کے حصول کے لیے روزے میں کوتاہی نہ کی جائے۔

2- کوئی مسافر ہو، اور سفر دشوار ہو تو اس کے لیے رخصت ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھے، اور سفر مکمل ہونے کے بعد قضا کرے۔

3- کوئی بیمار ہو، اور روزے کی وجہ سے بیماری بڑھنے یا دیر میں اچھا ہونے کا اندیشہ ہو، اور یہ اندیشہ سابقہ تجربہ، غلبۂ ظن، یا ماہر اور معتبر طبیب کے بتانے سے ہو تو ایسے مریض کو اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے، اور صحت یاب ہونے کے بعد جتنے روزے رہ گئے ان کی قضا کرے۔

4- جو کبر سنی کی وجہ سے اس قدر کمزور ہو چکا ہو کہ اس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، اور آئندہ قوت بحال ہونے اور روزہ پر قدرت پانے کی امید نہ ہو تو وہ ہر روزے کے بدلے ایک فدیہ دے، اور فدیہ کی مقدار ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا ہے۔

5- فدیہ بڑھا کر دینا بہتر ہے، یوں ہی معمولی مشقت کے ساتھ روزہ رکھ لینا، روزہ قضا کرنے اور فدیہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔

6- مریض و مسافر کے لیے روزے میں رخصت، ماہ رمضان میں افطار اور بعد میں قضا کی اجازت، شیخ فانی اور معذور کے لیے فدیہ کی مشروعیت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ بندوں کے ساتھ آسانی چاہتا ہے، مشقت نہیں چاہتا، اور اللہ کی منشا یہ ہے کہ بندے اس کی مقررہ مدت میں روزے پورے کریں، اور اللہ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کا شکر ادا کریں اور اس کی کبریائی بیان کریں۔

ان آیات کے ترجمے اور خلاصے سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے بیان احکام میں مریضوں اور مسافروں کو بھرپور مراعات دی ہے، اور ان کے لیے بڑی قدر گنجائش اور سہولت رکھی ہے، یہ دلیل ہے اس بات پر کہ قرآن کلام ربانی ہے اور اسلام نظام الٰہی ہے، اور قرآن و سنت کی پاس داری ہی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

کھانے، پینے میں مریضوں کو رعایت:

اللہ وحدہ لاشریک نے کھانے پینے کے معاملے میں مریضوں اور معذوروں کے لیے خصوصی احکام بیان کیے ہیں، فرمایا:

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآىِٕكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۶۱ [سورۂ نور: 61]

اندھے، لنگڑے، اور بیمار کے لیے کوئی حرج نہیں، اور تمھارے لیے بھی کائی حرج نہیں کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ، یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے، یا اپنی ماؤں کے گھروں سے، یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے، یا اپنی بہنوں کے گھروں سے، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپیوں کے گھروں سے، یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے، یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے کھاؤ، یا ان گھروں سے کھاؤ جن کی کنجیاں تمھارے قبضے میں ہیں، یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھاؤ، تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ایک ساتھ کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ، جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو، یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ پاکیزہ تحیت ہے، اللہ یوں ہی تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے، تاکہ تم سمجھو۔

اس آیت کریمہ کے سبب نزول کے سلسلے میں مختلف اقوال ملتے ہیں، علامہ ابن الجوزی نے اپنی تفسیر زاد المسیر میں اس آیت کے تحت پانچ اقوال ذکر کیے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

4- جب آیت کریمہ ﴿لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ نازل ہوئی تو مسلمانوں نے مریضوں، معذوروں، اندھوں اور لنگڑوں کے ساتھ کھانے میں حرج محسوس کیا، اور کہا کہ کھانا بہترین مال ہے، اور اللہ نے باطل طریقے پر مال کھانے کو منع فرمایا تو ہم مذکورہ بالا افراد کے ساتھ نہیں کھا سکتے، کیوں کہ اندھا دیکھ نہیں سکتا کہ برتن میں بہتر کھانا کہاں ہے، اور مریض پورے طور پر کھا نہیں سکتا۔ اس طرح ہم ان کے ساتھ کھا کر باطل طور پر کھانے والے ہو جائیں گے تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

2- جب مسلمان جہاد کے لیے جاتے تو اپنی چابیاں نابینا، معذور، بیمار یا کسی قرابت دار کے پاس چھوڑ جاتے، اور ان سے کہتے کہ اگر ضرورت محسوس ہو تو ہمارے گھر سے لے کر کھالو، لیکن وہ کنجی بردار افراد کھانے سے گریز کرتے، اور کہتے کہ ہمیں لگتا ہے کہ انھوں نے بطیب خاطر اس کی اجازت نہیں دی ہے، تو اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

3- اندھے اور معذور افراد صحت مند لوگوں کے ساتھ کھانے سے اجتناب کرتے، کیوں کہ لوگ اس سے گھن محسوس کرتے تھے، تو اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ سعید ابن جبیر اور ضحاک کا قول ہے۔

4- بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حال یہ تھا کہ جب ان کے پاس کوئی مریض یا معذور آتا، اور ان کو کھلانے کے لیے کچھ نہ ہوتا تو وہ ان حاجت مندوں کو کھلانے کے لیے اپنے ماں باپ کے گھر لے جاتے، یا ان کے پاس لے جاتے جن کا اس آیت میں ذکر ہے تو کھانے والے افراد حرج محسوس کرتے کہ کھلانے والے مالک نہیں تو

ہم کیسے کھائیں، اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ مجاہد کا قول ہے۔

5 – اس آیت میں معذوروں سے جہاد ساقط ہونے کا ذکر ہے، یہ حسن اور ابن زید کا قول ہے۔

امام قرطبی کی وضاحت کے مطابق اس آیت کے ابتدائی حصے کے دو جز ہیں، ایک جزوّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ پر ختم ہوجاتا ہے، جس میں مریضوں اور معذوروں کو مکلف نہ بناکر ان سے حرج دور کرنے کا ذکر ہے، اور دوسرا جز اس کے بعد سے شروع ہوتا ہے، جس میں کھانے پینے کا ذکر ہے۔ آپ اس آیت کے تحت مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وهذا معنى صحيح، وتفسير بين مفيد، ويعضده الشرع والعقل. (تفسیر متعلقہ آیت)

یہی صحیح مفہوم ہے، اور واضح تفسیر ہے، اور عقل و نقل اسی کی تائید کرتے ہیں۔

آیت کے سبب نزول اور تعیین مراد میں اختلاف کی گنجائش ہوسکتی ہے، لیکن اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ قرآن کریم نے مریضوں اور معذوروں سے حرج کو دفع کیا ہے، اور ان کے ساتھ بلا تکلف کھانے پینے کی تعلیم دی ہے۔

معرکۂ حق و باطل میں مریضوں کی رعایت:

اسلامی قوانین کی حفاظت اور ملکی سرحدوں کی نگہ بانی کے لیے جہاد مشروع ہوا، جہاد کے لیے صحت و تندرستی، جسمانی قوت و طاقت کے ساتھ ساتھ جنگی حکمت عملی ضروری ہے، ظاہر سی بات ہے کہ کوئی اندھا یا لنگڑا یہ کام انجام نہیں دے سکتا، کوئی بیمار یا معذور یہ مہم نہیں سر کر سکتا، اسی لیے دیگر عبادات و معاملات کی طرح حرب و ضرب کے معاملے میں بھی بیماروں اور معذوروں کو خصوصی رعایت دی گئی ہے، فرمایا:

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ (سورۂ فتح:17)

اندھے کے لیے کوئی حرج نہیں، لنگڑے کے لیے کوئی حرج نہیں، اور بیمار کے لیے کوئی حرج نہیں، اور جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اور جو روگردانی کرے اللہ اسے دردناک عذاب دے گا۔

یعنی اندھے، لنگڑے اور بیمار کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ میدان جنگ میں نہ جائے، کیوں کہ وہ معذور ہے، اور بر بنائے مجبوری جنگ میں شریک نہ ہونے پر کوئی وعید اور مواخذہ نہیں۔ اسی کے مثل ایک دوسری جگہ فرمایا:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ (سورۂ توبہ:91)

ضعیفوں او بیماروں اور ان ناداروں پر کوئی گناہ نہیں جو خرچ کے لیے مال نہیں پاتے، جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے مخلص ہوں، نیکی کرنے والوں پر مواخذہ کی کوئی راہ نہیں، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں بیماروں کے ساتھ ان افراد کو بھی رعایت دی گئی ہے جو پیدائشی اعتبار سے کمزور ہوتے ہیں، یا کبر سنی کے باعث کسی جنگ میں شرکت کی طاقت نہیں رکھتے، ساتھ ہی ایسے غریب اور مفلس افراد کو بھی رعایت دی گئی ہے جو آلات حرب کی خریداری پر قدرت نہیں رکھتے۔

خلاصہ:

مذکورہ بالا تمام آیات واحادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن حقوق انسانی کا سب سے بڑا محافظ ہے، قرآن کریم نے بیماروں اور معذوروں کو ہر معاملے میں بھرپور رعایت دی ہے، ان کے لیے شرعی امور میں خصوصی رخصت دی ہے، جس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بیماروں کے ساتھ نرمی اور ہم دردی بہر صورت لازم اور ضروری ہے، بلکہ جلد صحت یابی کے لیے از بس ضروری ہے۔ یقیناً جو لوگ بیماریوں میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس سے نیک امید رکھتے ہیں، اس کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں، اس کے حکم کے مطابق علاج و معالجہ کی تدبیر کرتے ہیں، اور شریعت مطہرہ کے عطا کردہ سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہیں وہ جلد صحت یاب ہوجاتے ہیں اور حسن نیت پر ان شاء اللہ اجر و ثواب کے بھی حق دار ہوں گے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ ○○○

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتی اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

پیر کا مرید یا شاگرد کا استاد سے مسائل میں اختلاف

سوال: کیا شاگرد اپنے استاد سے، مرید اپنے پیر سے مسائل میں اختلاف کر سکتا ہے؟

جواب: ادب کے ساتھ فروعی مسائل میں اختلاف ہو سکتا ہے اور یہ فقہا کے در میان شائع ذائع ہے اور مذاہب اربعہ کی فقہی کتابوں میں اس کے بے شمار شواہد موجود ہیں۔

قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ آپ نے بار بار پڑھی ہوگی:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيفَةً. (النساء، آیت:۱۱۵)

یعنی اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو فرشتے تو معصوم ہیں انھیں کہہ دینا چاہیے تھا۔ آمنا و سلمنا مگر انھوں نے یہ نہ کہا۔

قرآن کہتا ہے: قَالُوا اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ.

پروردگار تو زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور خوں ریزی کرے گا حالاں کہ ہم لوگ تیری حمد کے ساتھ تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں۔

اگر ادب کے ساتھ فرشتے اللہ کی بارگاہ میں اپنی بات عرض کر سکتے ہیں تو شاگرد استاد کی بارگاہ میں اور مرید پیر کی بارگاہ میں بھی عرض کر سکتا ہے اور اس کے سیکڑوں نظائر موجود ہیں۔

حضور سیدی غوث پاک رضی اللہ عنہ سے اعلیٰ حضرت بے پناہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ حضور غوث پاک کا فقہی مذہب کیا ہے؟ ہمارا ایک مقالہ شائع ہو چکا ہے "اہل سنت کی آواز" میں۔ میں نے اس میں تحقیق کر کے بتا دیا ہے کہ ابتدا میں وہ حنبلی مذہب رکھتے تھے اور بعد میں جب ولایت عظمیٰ اور قطبیت کبریٰ کے منصب پر فائز ہو گئے تو خود ہی وہ مجتہد ہو گئے اور اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے۔ اب آپ لوگ بتائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضور غوث پاک کے مذہب پر بھی عمل کیا، یا امام احمد بن حنبل کے مذہب پر عمل کیا اور ان کی تقلید کی؟ آپ کا جواب یہی ہوگا کہ کبھی نہیں۔

فقہی امور میں وہ تابع اور مقلد ہیں سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ کے۔ تو تعبیر کے فرق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ادب کے ساتھ اپنے پیر سے ایک قسم کا اختلاف ہی تو ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا فقہی مذہب کچھ اور، اور ان کے بالواسطہ مرید خاص اور عاشق کا فقہی مذہب کچھ اور۔ اصطلاح میں اس کو اختلاف نہ کہیں گے، مگر فرق تو ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا مذہب کچھ اور ہے اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا مذہب کچھ اور ہے۔

فقہاے مجتہدین میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بڑ کوئی فقیہ نہیں ہے۔ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام فقہا فقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے محتاج ہیں۔ آپ کے تلامذہ امام ابو یوسف، امام محمد، امام حسن بن زیاد، امام زفر، امام فضیل وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، یہ سب آپ سے کثیر مسائل میں اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ اچھا یہ بھی ایک اتفاق ہے ہم لوگ حنفی ہیں خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ہم حنفی ہیں یوسفی اور محمدی نہیں ہیں۔ فتاوی رضویہ جلد اول کے حاشیہ میں یہ لکھا ہے۔ مگر ان سب کے باوجود کثیر مسائل میں ہمارے فقہا اور اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے امام یوسف اور امام محمد کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ تو یہ استاذ اور شاگرد ہی کا تو مسئلہ ہے تو ادب کے ساتھ سب کچھ ہو سکتا ہے اور ہوتا رہا ہے تو ہم لوگ بھی ان کے نقش قدم پر چل سکتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ یہ سب کچھ بظاہر اختلاف کی ایک صورت ہے ورنہ حقیقت میں کچھ بھی اختلاف نہیں یہ ایک دقیق بحث ہے۔ ہم یہاں صرف یہی بتانا چاہتے ہیں کہ بظاہر جس کو لوگ اختلاف کہتے اور اختلاف سمجھتے ہیں اس طرح کا اختلاف آج کے دور میں بھی بالغ نظر فقہا کر سکتے ہیں جس کے بے شمار نظائر کتب فقہ میں موجود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ایک شعر کی توضیح

سوال: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کا سید نا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت میں ایک شعر ہے:

الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوت ہی سے توعاطل ہے یا غوث

اس کے حصر سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو نبوت کے سوا سارے درجات حاصل ہیں۔ اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: "الوہیت ہی احمد نے نہ پائی" یعنی سرکار ابد قرار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا و معبود نہیں ہیں اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نبی اور رسول نہیں ہیں۔ باقی دوسرے مراتب آپ کو حاصل ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کی مزید وضاحت اس کے بعد والے شعر میں کر دی ہے، واقعہ یہ ہے کہ:

ایک ہی شعر میں بہت سے معانی سمونا بھی کبھی بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے، اس لیے دو، بلکہ بسا اوقات تین، تین اشعار میں مسائل کو بیان کیا جاتا ہے۔ اب وہ بعد والا شعر سنیے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث

یہاں پر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اس کی وضاحت کر دی ہے کہ سارے فضائل سے مراد کیا ہیں وہ صحابیت اور تابعیت کے بعد کے فضائل ہیں۔ شریعت طاہرہ کی تین اصطلاحات ہیں: صحابیت، تابعیت، ولایت۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ.

اس آیت میں مہاجر و انصار صحابہ پھر ان کے تابعین کا ذکر ہے اور احادیث نبویہ تو فضائل صحابہ میں کثیر ہیں اور تابعین کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

صحابی کے عنوان سے سرکار اقدس کے فیض یافتہ مومنین کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور تابعین کے عنوان سے صحابہ کے فیض یافتہ مومنین کا ذکر کیا جاتا ہے یہ تو مستقل اصطلاحات ہیں۔

ایک تیسری اصطلاح ہے "ولایت"، اس کا ذکر بھی کتاب و سنت میں متعدّد مقامات پر ہے۔ مثلاً ارشاد باری ہے:

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اور ولایت کے بھی ادنی، اوسط، اعلیٰ کئی مراتب ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نبی نہیں ہو سکتے کہ حضور خاتم الانبیا کے بعد یہ ممکن نہیں، اس کے بعد سب سے اونچا مرتبہ صحابیت کا ہے پھر تابعیت کا، جو عہد نبوی اور عہد صحابہ کے خوش نصیب مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے۔ اس کے بعد سب سے اونچا مرتبہ ولایت کا ہے اور یا غوث پاک آپ ولایت کے سب سے اونچے منصب پر فائز ہیں۔ اس کو آپ اس حیثیت سے سمجھ سکتے ہیں کہ صحابیت ایک اختیاری امر ہے کہ آدمی مشرف بہ اسلام ہو کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کر لے، تابعیت بھی اختیاری امر ہے کہ مشرف بہ اسلام ہو کر صحابہ کی صحبت اختیار کر لے۔ یہ اختیار کی چیز ہے مگر نبوت کسبی نہیں وہبی ہے اور ولایت بھی کسبی نہیں وہبی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جو یہ فرمایا: "نبوت ہی سے توعاطل ہے یا غوث" تو یہ اس حیثیت سے فرمایا کہ وہبی امور میں، غیر کسبی اور غیر اختیاری امور میں نبوت کے بعد جو جو مقام ہے وہ مقام ولایت ہے اور ولایت میں حضور غوث پاک ہی کا رتبہ سب سے اونچا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امام پہلی منزل پر امامت کر رہا ہے تو کیا نچلی منزل والوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟

سوال: اگر امام صاحب مسجد کی پہلی منزل میں امامت کر رہے ہیں، تو جو لوگ نچلی منزل میں ان کی اقتدا کر رہے ہیں ان کی نماز ہو جائے گی کہ نہیں؟

جواب: اگر امام اوپر کی منزل میں امامت کر رہا ہے اور کچھ لوگ نیچے کی منزل میں اس کی اقتدا کر رہے ہیں تو اقتدا صحیح ہے، ہاں جب اوپر کی منزل بھر جائے تب لوگ نیچے کی منزل میں اقتدا کریں تاکہ صفوں کا تسلسل باقی رہے، ہاں بلا عذر شرعی مسجد کی چھت پر نہیں جانا چاہیے۔

عذر شرعی کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً نچلی منزل میں مرمت و صفائی ہو رہی ہے اس لیے امام نچلی منزل چھوڑ کر اوپر کی منزل پر امامت کر رہا ہے تو حرج نہیں۔ لیکن ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے صرف ہوا خوری وغیرہ کی راحت کے لیے اوپر جا کر امامت کر رہا ہے، تو یہ مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ■■■

ڈھابوں کی مذہبی پہچان

'الیکشن ہارنے کے بعد زہر کا ڈوز بڑھا رہی ہے بی جے پی'

آس محمد

ہری دوار کی سمت جانے والے سہارنپور، مظفر نگر اور بجنور کے راستوں پر ہزاروں ڈھابے ہیں۔ جن ڈھابوں کے مالک مسلمان ہیں وہاں تمام ملازم ہندو ہیں اور جن ڈھابوں کے مالک ہندو ہیں وہاں تمام ملازم مسلمان ہیں۔ اس طرح لاکھوں لوگ اس کاروبار سے وابستہ ہیں۔ آج ان تمام ڈھابوں کے مالک تناؤ سے گزر رہے ہیں۔

دہلی سے 110 کلومیٹر دور مظفر نگر ضلع کے میراپور سے ہری دوار جانے والی دلی-پوڑی شاہراہ پر لکی شدھ بھوجنالیہ کے سامنے 46 سالہ اروند شرما ایک ڈھابہ مالک گلشاد سے کانوڑ یاترا کے دوران 10 سے 12 دن تک ڈھابہ بند رہنے کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ اروند شرما سیلز مین ہیں۔ وہ ان ڈھابوں کو اشیائے خوردونوش سپلائی کرتے ہیں۔ اروند بتاتے ہیں کہ ان کے 6 ڈھابہ مالک گراہک مسلمان ہیں۔ ان کے ڈھابہ بند رہنے سے ان کے کاروبار پر اثر پڑے گا۔ نان ویجیٹیرین ڈھابے بند رہتے ہیں تو یہ سمجھ میں آتا ہے، لیکن ویج ڈھابوں پر یہ فیصلہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہاں تو سب مل جل کر رہتے ہیں۔

اروند شرما کہتے ہیں 'مسلمانوں کا ڈھابہ بند کروانے سے کیا فائدہ ہے؟ جو گوشت بیچ رہے ہیں ان کی دکانیں بند کرانا ٹھیک ہے۔ لیکن جو دال، روٹی، نمکین اور کولڈ ڈرنکس بیچ رہے ہیں، ان کی دکانیں کیوں بند کروا رہے ہیں؟ یہ تو غلط بات ہے۔ شرما کا مزید کہنا ہے کہ مسلمان ہوتے ہوئے انھوں نے ہندوؤں کا نام رکھ لیا، چلو اس میں ان کی غلطی ہے، انھیں اپنا نام ہی رکھنا چاہیے۔ ان کو مسلم نام لکھنا چاہیے اور اس کے آگے 'شدھ شاکاہاری' لکھنا چاہیے۔ پھر تو کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے۔'

اس وقت اتر پردیش کے مظفر نگر میں ڈھابوں کے نام بدلے جانے کو لے کر کافی چرچا ہے۔ بتادیں کہ کانوڑ یاترا کے دوران مظفر نگر کی سڑکوں سے تمام کانوڑیے گزرتے ہیں۔

اس وقت ڈھابوں میں پژمردگی چھائی ہوئی ہے۔ لکی شدھ بھوجنالیہ ڈھابے کے مالک گلشاد خان کہتے ہیں 'ان کے 18 ملازمین میں سے 17 ہندو ہیں۔ اس کے علاوہ دودھ والا، چپس والا سیلز مین، راشن والا دکاندار اور سبزی والا سب ہندو ہیں۔ ڈھابہ بند رہنے کی صورت میں یہ متاثر ہوں گے۔ نام بدلنے سے گاہک نہیں آئیں گے! اس سے سماج میں بٹوارہ ہو رہا ہے۔'

کانوڑ روٹ پر ڈھابوں کے نام بدلنے کی کہانی صرف مظفر نگر تک محدود نہیں ہے بلکہ ہری دوار تک جانے والی ہر سڑک کی یہی کہانی ہے۔ سہارنپور، شاملی، مظفر نگر کے علاوہ دلی پوڑی نیشنل ہائی وے بھی اس کی زد میں ہے۔ سیکڑوں ڈھابہ چلانے والے اور ہزاروں خاندان کے اس سے متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔ ریستوراں کے مالک، شدت پسند ہندو تنظیموں سے جڑے کچھ لیڈر اور اس پورے معاملے کے ماسٹر مائنڈ بگھرا کے ایک آشرم کے یشویر مہاراج اور ان کے کچھ چیلوں کے علاوہ کوئی بھی اس کارروائی سے خوش نہیں ہے۔

غور طلب ہے کہ ایسا صرف تین سالوں سے ہو رہا ہے، جب کہ اتر پردیش میں یوگی آدتیہ ناتھ کی قیادت والی بی جے پی حکومت سات سال سے برسر اقتدار ہے۔ اس بار جتنی تیزی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اتنا پہلے کبھی نہیں کیا گیا۔ ایسے میں ایک بات جو سمجھ میں آتی ہے کہ حالیہ انتخابات میں اس علاقے میں ہونے والی شکست کا غصہ اس کی وجہ ہے۔

مظفر نگر ضلع میں شاملی روڈ پر یشویر مہاراج نامی شخص کا آشرم ہے۔ یشویر مہاراج ہندو توادی امیج رکھتے ہیں۔ کورونا کے دور کے بعد جب کانوڑ یاترا دوبارہ شروع ہوئی تو یشویر مہاراج نے مظفر نگر پولیس کو 50 سے زائد ڈھابوں کی فہرست پیش کی، جس میں انھوں نے دعویٰ کیا کہ شدھ شاکاہاری کا بورڈ لگائے ان ہندو ناموں والے ڈھابوں کے مالکان اصل میں مسلمان ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ کانوڑ یاترا کے دوران کانوڑیوں کو دھوکہ ہوتا ہے۔ کانوڑ یاترا کے دوران ان ڈھابوں کو بند کر دینا چاہیے یا پھر انہیں اپنے ڈھابوں پر اپنی پہچان لکھ دینی چاہیے، کیوں کہ یہاں کا کھانا کھانے سے کانوڑیوں کا 'دھرم بھرشٹ' ہو جاتا ہے۔

پولیس نے اسے سنجیدگی سے نہیں لیا۔ اس سے یشویر مہاراج ناراض ہو گئے اور انہوں نے مظفر نگر میں دھرنا دیا۔ جارحانہ تقریریں کی جانے لگیں۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے بگڑنے کے خوف کے درمیان یہ بحث لکھنؤ تک پہنچ گئی۔ 2022 میں ایسے تمام ڈھابوں کی تصدیق کی گئی

تھی۔ ڈھابہ کے مالک اور وہاں کام کرنے والے ملازمین کی فہرست تیار کی گئی۔ 2023 میں بغیر کسی تحریری حکم کے تمام مسلم مالکان کے ڈھابوں کو بند کرا دیا گیا۔ اس بار اس سے بھی آگے بڑھ کر 230 کلومیٹر کانوڑ روٹ پر ہر قسم کی دکانوں کو ان کی پہچان ظاہر کرنے کی ہدایات جاری کی جا رہی ہیں۔ ہندو ڈھابہ مالکان سے کہا گیا ہے کہ وہ مسلمان ملازمین کو چھٹی دیں۔ مسلم ڈھابہ کے مالکان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسلم نام رکھیں یا ڈھابہ بند رکھیں۔ اس پورے واقعہ نے اس علاقے کی سماجی ہم آہنگی کو بگاڑ دیا ہے۔ اسے مسلمانوں کے بائیکاٹ کی مہم قرار دیا جا رہا ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں مقامی انتظامیہ نے اس مسلم اکثریتی علاقے میں کانوڑ یاترا کو کامیاب بنانے کے لیے مسلمانوں کا تعاون لیا ہے۔ اس حوالے سے مظفر نگر کا میناکشی چوک کافی چرچے میں رہتا ہے۔ دراصل پچھلے 10 سالوں سے اس میناکشی چوک پر کانوڑیوں کی خدمت کے لیے کیمپ لگائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ شاملی، سہارنپور اور کھتولی میں بھی اسی طرح کے کیمپ لگائے جاتے ہیں جو صرف مسلمان چلاتے ہیں۔ سیکڑوں مسلم نوجوان سماجی کارکن، عوامی نمائندے اور رضاکار کے طور پر انتظامیہ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مظفر نگر کے آصف راہی، دلشاد پہلوان، گوہر صدیقی، محبوب علی، ستار منصوری، عمر احمد ایڈوکیٹ ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے یہ کام کر رہے ہیں۔

قدوائی نگر کے رہائشی عمر احمد ایڈوکیٹ کہتے ہیں، یہ ہم آہنگی کو خراب کرنے کی کوششیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اب انہیں ڈر ہے کہ ایسی حالت میں اگر برقع یا ٹوپی پہن کر باہر نکل گئے تو کیا ہوگا۔ اب تو صرف ایک حکم ہی رہ گیا ہے کہ جب تک کانوڑ یاترا ہو مسلمان گھر سے باہر نہ نکلیں۔

ہری دوار جانے کے لیے سہارنپور، مظفر نگر اور بجنور اہم راستے ہیں۔ اس راستے پر ہزاروں ڈھابے ہیں۔ جن ڈھابوں کے مالک مسلمان ہیں وہاں تمام کارساز (ملازمین) ہندو ہیں اور جن ڈھابوں کے مالک ہندو ہیں وہاں تمام کارساز مسلمان ہیں۔ اس طرح لاکھوں لوگ اس کاروبار سے وابستہ ہیں۔ آج یہ تمام ڈھابہ چلانے والے تناؤ میں ہیں۔ مظفر نگر اور کھتولی میں کچھ ڈھابہ مالکان سے کہا گیا ہے کہ وہ مسلم ملازمین کو چھٹی دیں۔ ڈھابہ مالک اور ان کے ملازمین خود کو بے بس محسوس کر رہے ہیں کیونکہ ان کے ڈھابہ بند کرنے کا فرمان آ گیا ہے۔

لکی شدھ بھوجنالیہ میں کام کرنے والے پون کمار کا کہنا ہے پہلے پولیس صرف ریٹ لسٹ لگانے کے لیے کہا کرتی تھی۔ میرے ڈھابے کا مالک مسلمان ہے اور مجھے ان کے ساتھ کبھی کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ میں 18 سال سے اسی ڈھابے پر کام کر رہا ہوں۔ ڈھابہ 15 دن بند رہے تو میری مالی حالت خراب ہو جائے گی۔ میرے بچے اچھے سکول میں پڑھ رہے ہیں۔' وہ کہتے ہیں کہ ہماری سال بھر کی امیدیں ان 15 دنوں پر ٹکی رہتی ہیں۔

پون کمار کا کہنا ہے کہ ڈھابوں پر نام لکھوانا غلط ہے۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندو سماج کے لوگ تلک لگا کر بیٹھیں؟ 'ہزاروں ہندو لوگ مسلمانوں کے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ ان کی روٹی بھی چھین رہے ہیں، یہ کیسی پالیسی ہے؟ ہم محنت کر کے کماتے ہیں۔ بینک کا لون بھی چکانا ہے۔ کام بند ہوگا تو پھر قرض لینا پڑے گا۔'

اکشر تنازعہ میں رہنے والے جس یشویر مہاراج کی شکایت پر یہ کارروائی کی جا رہی ہے، وہ 2018 سے یہ مطالبہ کر رہا تھا۔ جون 2022 میں دھرنے پر بیٹھا، برسوں پولیس انتظامیہ نے اسے نظر انداز کیا تو پھر حالیہ دنوں میں ایسا کیا ہو گیا؟

لوگ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اس کے پس پردہ خالص سیاست ہے۔ سہارنپور ڈویژن سے بی جے پی کا صفایا ہو چکا ہے۔ سہارنپور، کیرانہ اور مظفر نگر لوک سبھا میں اب بی جے پی کا ایم پی نہیں ہے۔ ہری دوار سے ملحق منگلور اسمبلی سیٹ بھی کانگریس نے جیت لی ہے۔ میرٹھ میں بی جے پی ہارتے ہارتے بچی ہے۔ 2013 کے فسادات کے بعد بی جے پی کو جو آکسیجن مغربی اتر پردیش کے اس علاقے سے ملی تھی، وہ ختم ہو گئی ہے۔ مظفر نگر کے سینئر وکیل اور سماج وادی پارٹی کے لیڈر پرمود تیاگی کا کہنا ہے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کو سماجی تانا بانا مضبوط ہوتے دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ یہ الیکشن ہار گئے، انہیں لگتا ہے کہ نفرت کے زہر کا اثر کچھ کم ہو گیا ہے۔ اس لیے ڈوز بڑھا رہے ہیں۔

مظفر نگر کے ایس ایس پی ابھشیک سنگھ کہہ رہے ہیں کہ ایسا فیصلہ اس لیے لیا گیا ہے تاکہ امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ کانوڑیوں میں کوئی بھرم پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ کئی بار کھانے پینے کے معاملے میں کانوڑیوں کے ساتھ جھگڑے ہوتے ہیں، نام دیکھ کر بھی کانوڑیے کچھ خریدنے کے خواہش مند ہیں تو پولیس انتظامیہ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ نام لکھوانے کا یہ فیصلہ رضاکارانہ طور پر لیا گیا ہے۔ سہارنپور کے ڈی آئی جی نے بھی ایس ایس پی کی یہی بات دہرائی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انتظامیہ کی ترجیح کانوڑ یاترا کو محفوظ طریقے سے مکمل کرانا ہے۔ ■■■

شعاعیں

عید میلاد النبی ﷺ حقائق کے اجالے میں

محمد تحسین رضا نوری

خدائے وحدہ لاشریک کی عطا کردہ نعمتوں پر خوش ہونا اور اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنا اہل ایمان کی علامت ہے، اور اس کی نعمتوں پر ناشکری کرنا گناہ عظیم ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں، برکتوں اور رحمتوں سے نوازا، اُس نے ہمیں سب سے بڑی اور عظیم نعمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں عطا فرمائی، اور اس عظیم نعمت کے طفیل ہمیں ایمان ملا، قرآن ملا، اسلام ملا، تہذیب ملی، یہاں تک کہ معرفت خدا بھی ملی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں، اس لیے اس نعمت پر ہم عاشقان مصطفیٰ ﷺ خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں، لیکن آج بہت سے لوگ اس عظیم نعمت پر خوشی منانے کو ناجائز کہتے ہیں، جبکہ کسی چیز کے جائز ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے ناجائز ہونے کا قرآن و حدیث سے، اور اقوال محدثین ومفسرین سے کوئی ثبوت نہیں ملتا

شکر کی فضیلت اور ناشکری کی مذمت:

سنن ابو داؤد میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگنے کی وصیت فرمائی:

"اللهم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك"

یعنی اے اللہ! تو اپنے ذکر، اپنے شکر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔ (ابوداؤد، کتاب الوتر)

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو تھوڑی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ زیادہ نعمتوں کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اور جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرنا شکر ہے اور انہیں بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔ (شعب الایمان)

ولادت مصطفیٰ اور قرآنی آیات:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری پوری دنیا کو سنائی:

(1)- ربّ کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام احمد ہے۔ (سورہ الصف، آیت 06)

(2)- اور ایک دوسری جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی تھی، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

(سورہ بقرہ، آیت 129)

(3)- ولادت مصطفیٰ کے تعلق سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (آل عمران، آیت 164)

(4)- وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

(سورہ انبیاء، آیت 107)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

(5) ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (سورہ حدید، آیت 21)

(6)- ترجمہ: بیشک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (سورہ مائدہ، آیت 15)

اس کے علاوہ بے شمار قرآنی آیات اس بات پر شاہد ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر ذکر و شکر کی محفلیں منعقد کرنا جائز ہے، کیوں کہ خود رب العالمین نے قرآن کریم میں متعدّد مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا تذکرہ فرمایا۔

عید میلاد النبی اور احادیث:

بُخاری شریف اور فتح الباری کی حدیث ہے: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ابولہب مر گیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں بہت برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمھاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں، لیکن جب پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ہوئی تھی اور جب ثویبہ نے اس روز ابولہب کو آپ کی ولادت کی خبر دی تو اس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ ایک اور روایت حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: "رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اسی دن پیدا کیا گیا۔" (صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف)

ایک اور مقام پر صحابہ کرام کی محفل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: میں تم کو اپنے ابتدائی معاملات کی خبر دیتا ہوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہوں اور میں اپنی ماں کا وہ چشم دید منظر ہوں جو انہوں نے میری ولادت باسعادت کے وقت دیکھا تھا کہ ان کے جسم سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں انہیں شام کے محلات نظر آ گئے۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نعت سناؤ جو تورات میں ہے تو انہوں نے پڑھ کر سنائی۔ (مشکوۃ شریف)

عید میلاد النبی اور ائمہ و محدثین:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: محفل میلاد کی اصل یہ ہے کہ لوگ اکٹھے ہو کر تلاوت قرآن کریں اور ان احادیث کو بیان کریں اور سنیں جن میں آپ کی ولادت مبارکہ کا تذکرہ ہے اور پھر شیرینی تقسیم کی جائے۔ یہ اچھے اعمال ہیں، ان پر اجر ہے کیوں کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت اور آپ کی آمد پر اظہار خوشی ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد)

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن الغرض مشرق تا مغرب تمام بلاد عرب کے باشندے ہمیشہ سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی۔ چنانچہ ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔" (بیان المیلاد النبی)

ملا علی قاری حضرت امام برہان الدین بن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ کے معاملات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ معمر ابو اسحاق بن ابراہیم بن عبد الرحیم جب مدینۃ النبی میں تھے تو میلاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے، اور فرماتے تھے: اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفل میلاد کا اہتمام کرتا۔"

(المورد الروی فی مولد النبی ﷺ)

شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا ہمارے لیے مستحب عمل ہے۔ (تفسیر روح البیان)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن ایک ایسی میلاد کی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں ہدیۂ درود و سلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہوا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار و تجلیات کی برسات شروع ہو گئی۔ میں نہیں کہتا کہ میں نے یہ منظر صرف جسم کی آنکھ سے دیکھا تھا، نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط روحانی نظر سے دیکھا تھا، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دو میں سے کون سا معاملہ تھا۔ بہر حال میں نے ان انوار میں غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہد میں شرکت پر مامور و مقرر ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ ساتھ انوار رحمت کا نزول بھی ہو رہا تھا۔ (فیوض الحرمین)

اس کے علاوہ بے شمار علماء و فقہاء، محدثین و مفسرین کے اقوال و افعال ہیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا جشن منانا ثابت ہے۔ لیکن مضمون کی طوالت کے خوف سے سب کا تذکرہ ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کا خصوصی فیضان عطا فرمائے، اور ہمارے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ختم نبوت

پاکستان میں قرار داد ختم نبوت کی گولڈن جبلی

مبارک حسین مصباحی

۹۲/۷۸۶

آبروے قلم، پاسبان ناموس رسالت، محافظ ختم نبوت حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

آپ کے حکم کے مطابق چند صفحات حاضر ہیں۔ یہ ایک سچائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلمی اور صحافتی صلاحیتوں سے بھرپور نوازا ہے، کس سے کس طرح دل کی بات صفحۂ قرطاس پر لائی جائے یہ فن کوئی آپ سے سیکھے، انسانی زندگی میں صلاحیت کی بھی اہمیت ہے مگر اس سے کہیں زیادہ اہمیت، خدمت اور کارگزاری کی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ آپ نسل پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن چراغ ہیں اور اپنے فکری میدانوں میں بہت کچھ کرنے کا حیرت انگیز جذبہ رکھتے ہیں۔ آپ بلند حوصلہ قلم کار اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ختم نبوت کے تحفظ میں آپ کے وسیع کارنامے ہیں، آپ نے اس موضوع پر ضخیم ضخیم نمبر نکالے اور درجنوں کتابیں اور رسائل مرتب فرمائے۔ خاص اور سب سے خاص بات یہ ہے کہ اس محبت کی ڈور میں آپ نے اردو داں دنیا کو جوڑ رکھا ہے اور ان زرخیز زمینوں سے مسلسل کاشت بھی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سریع القلم بنایا ہے، کسی بھی شخصیت اور کسی بھی کتاب کے تمام گوشوں کو حیرت انگیز طور پر سمیٹ لیتے ہیں کہ قارئین بس عش عش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فکر وقلم کی صلاحیتوں میں خوب خوب اضافے فرمائے اور دل ودماغ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے سچے غلاموں کی سچی محبت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

اب آپ نے پاکستان پارلیمنٹ میں قادیانیوں اور ان جیسی تحریک لاہوری گروپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے گولڈن جوبلی کے موقع پر ضخیم اور وقیع نمبر نکالنے کا عزم مصمم کر لیا ہے اور مسئلہ صرف اتنا نہیں کہ آپ نے دعوت نامہ بھیج دیا ہو، بلکہ مسلسل یاد دہانی بھی فرماتے رہے۔ ہم مبارک بادیوں کے گل دستے پیش کرتے ہیں کہ آپ نے ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک، پنجاب پاکستان کی جانب سے سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم انٹرنیشنل کا خصوصی شمارہ شائع فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذوق جنوں خیز کی عمر دراز فرمائے، آمین۔ **مبارک حسین مصباحی**

یہ تو دنیا کے تمام خوش عقیدہ اہل علم جانتے رہے ہیں کہ اسلام کا بنیادی عقیدہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکمل دینی تقاضوں کے ساتھ ماننے کا نام ایمان ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد تا قیامت نہ کوئی نبی آئے گا نہ نہ کوئی امی نبی، نہ بروزی نبی، نہ ظلی نبی، نہ مثیل مسیح، نہ مسیح موعود، نہ رسول اور نہ کسی بندے پر وحی کا نزول ہوگا۔ قرآن عظیم کی سو آیات اور سیکڑوں احادیث سے ثابت یہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ غیب داں پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھوٹے اور مکار نبیوں کی خبر پہلے ہی دے دی تھی۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ وسلم سے لے کر آج تک کثیر مردوں اور چند عورتوں نے مختلف نوعیتوں سے اپنی نبوت کا اعلان کیا، تاریخ شاہد خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کا قتل کیا گیا اور اس کے بعد درجنوں جھوٹے اور مکار نبیوں کا قتل کیا گیا اور بے شمار جھوٹے نبیوں کو زمانے نے دھتکار دیا۔

انیسویں صدی کے آخر میں قادیان ضلع گورداس پور کی زمین پر کذاب مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی نبی ہونے کا اعلان کیا، اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے خاتم النبیین کے معنی و تشریح اپنی مرضی کے مطابق کی اور اپنے امتی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی، مثیلِ مسیح، مسیحِ موعود اور رسول ہونے کے دعوے کیے۔

مرزا قادیانی کے رد میں فتویٰ دینے والے اولین علما میں سے مناظرِ اسلام حضرت علّامہ مفتی غلام دستگیر نقشبندی حنفی قصوری رحمۃُ اللہ علیہ (وصال: 1897ء) ہیں۔ آپ نے مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" کے رد پر 1883ء میں "تحقیقاتِ دستگیریہ فی رَدّ ہفواتِ براہینیہ"، 1886ء میں "رَجْمُ الشَّیَاطِیْن بِرَدِّ أُغْلُوْطَات الْبَرَاهِین" اور 1896ء میں مرزا قادیانی کے ایک اشتہار کے جواب میں "فَتْح رَحْمانی به دَفع کید کادیانی" منظرِ عام پر پیش فرمائیں اور بڑے مضبوط دلائل سے مرزا قادیانی کے کفریات عوام و خواص کے سامنے بیان کیے اور مرزا قادیانی کو اسلام سے خارج قرار دیا۔

مجدد و مفکر، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ (وصال: 1921ء) نے "عقیدۂ ختمِ نبوت" کے تحفظ میں 1899ء میں "جَزَاءُ الله عَدُوه بِاِبَاه خَتَمِ النُّبُوَة"، 1902ء میں "اَلسُّوْءُ وَالعِقاب عَلٰی المَسِیح الکَذَّاب"، 1905ء میں "قَهرُ الدَّیَّان عَلٰی مُرتَدٍّ بِقَادِیَان"، 1908ء میں "اَلمُبِین خَتْمُ النَّبِیّین" اور 1921ء میں اپنی زندگی کی آخری کتاب "اَلجُزَارُ الدَّیَّانِی عَلٰی المُرْتَد القَادِیانِی" تحریر فرما کر قادیانی فتنے کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں۔ یہ پانچوں رسائل فتاویٰ رضویہ) رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد 14 اور 15 میں موجود ہیں۔

حضرت علّامہ مفتی غلام رسول نقشبندی رحمۃُ اللہ علیہ (وصال: 1903ء) نے 1893ء میں عربی رسالہ "اَلْاِلْهَامُ الصَّحِیْح فِی اِثْبَاتِ حَیَاتِ الْمَسِیْح" تحریر فرما کر مرزا قادیانی کے باطل عقائد کا دلائل کے ساتھ رد فرمایا۔

حضرت علّامہ قاضی فضل احمد نقشبندی رحمۃُ اللہ علیہ نے 1896ء میں کتاب "کلمہ فضل رحمانی بجواب اَوہام غلام قادیانی" سمیت 4 کتابیں لکھ کر مرزا قادیانی کے باطل الہامات کا پردہ چاک کیا۔

حجۃُ الاسلام حضرت علّامہ مفتی محمد حامد رضا قادری رحمۃُ اللہ علیہ نے 1898ء میں رسالہ "اَلصَّارِمُ الرَّبَّانِی عَلٰی اَسْرافِ الْقَادیَانی" تحریر فرمائی، یہ رسالہ فتاویٰ حامدیہ میں موجود ہے، اس رسالے میں مرزا قادیانی اور اس کے ہم نواؤں کے مکر و فریب بے نقاب فرما دیے۔

مفتیِ اعظم ہند حضرت علّامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا علیہ الرحمہ (وصال: 1981ء) نے رسالہ "تَصْحِیح یَقین بر خَتم النّبیین" لکھ کر منظرِ عام پر لائے خاتم النبیین کے معنی و مفہوم میں تبدیلی کرنے والے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا قلع قمع کیا۔

فاتح قادیانیت حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ (وصال: 1937ء) نے 1899ء میں مرزا قادیانی کی فارسی میں لکھی ہوئی کتاب "ایام الصلح" کے رد میں "ہدایۃ الرسول" فارسی زبان میں لکھی، 1900/1899ء میں "شَمْسُ الْهِدایَة فِی اِثبَاتِ حَیَاةِ المَسِیح" اور 1902ء میں "سیف چشتیائی" لکھ کر مرزا قادیانی اور اُس کے حمایتیوں کے شیرازے بکھیر کر رکھ دیئے۔

شیخ الاسلام مولانا محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃُ اللہ علیہ (وصال: 1917ء) نے افادۃُ الافہام (دو جلدیں)، انوارُ الحق اور مفاتح الاعلام، لکھ کر مرزا قادیانی اور اس کے مرید کی خوب سرکوبی فرمائی۔

حضرت مولانا بابو محمد پیر بخش لاہوری رحمۃُ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1927ء) نے "بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی، مباحثۂ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی، حافظُ الایمان، معیارِ عقائدِ قادیانی، کرشن قادیانی، تفریق درمیان اولیائے اُمّت اور کاذب مُدعیانِ نبوت و رسالت، اظہارِ صداقت، تحقیق صحیح فی قبر مسیح، اَلْاِسْتِدْلَالُ الصَّحِیْح فِی حَیَاتِ الْمَسِیْح، تردید معیارِ نبوتِ قادیانی، قادیانی کذاب کی آمد پر ایک محققانہ نظر" وغیرہ درجن سے زائد کُتب و رسائل لکھ کر مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے باطل عقائد و نظریات کا خوب رَدِّ بلیغ فرمایا۔

حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر (م: 1946ء)، حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی (م: 1954ء)، حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد الیاس برنی (م: 1959ء)، حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری (م: 1961ء)، محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد چشتی (م: 1962ء)، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور،

شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت علامہ فیض احمد اویسی (م:2010ء) نے تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے گراں مایہ تصانیف پیش کیں۔

شاہینِ عقیدۂ ختم نبوت حضرت مفتی محمد امین قادری (م:2005ء) نے عقیدۂ ختم نبوت پر تقریباً سوا صدی تک لکھی جانے والی علما کی کتب و رسائل کو جمع کر کے از سرِ نو ترتیب و تدوین کے بعد چھانے کا بیڑا اٹھایا اور اس کا نام "عقیدۂ ختم نبوت" ہی رکھا۔ آپ کی حیات میں چھ جلدیں پوری ہو چکی تھیں، آپ کے بعد بھی یہ کام جاری رہا اور اب تک کتاب "عقیدۂ ختم نبوت" کی 16 جلدیں چھپ کر منظرِ عام پر آچکی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل و فریب اور اس کے کذب و سرکشی پر سیکڑوں کتابیں اکابر علما و مشائخ نے رقم فرمائیں اور بفضلہ تعالیٰ یہ سلسلۂ رد و ابطال آج بھی جاری ہے۔

1974 ستمبر کی 7 تاریخ وہ یادگار دن ہے جب پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا یہ اس لحاظ سے بھی اہم تھا کہ قادیان (بھارت) کے بعد پاکستان کا شہر ربوہ قادیانیوں کا بڑا مرکز تھا جو ہمیشہ عقیدہ ختمِ نبوت ﷺ کے خلاف سرگرمِ عمل تھا۔ جب قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں حد سے گذر گئیں تو 1953ء میں تحریکِ ختم نبوت ﷺ شروع ہوئی اس کے لئے مسلمانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے سینکڑوں گرفتار کر لئے گئے۔

تحریک ختم نبوت کا آغاز تو 1953ء تو ہو گیا تھا لیکن اس میں شدت اس وقت آئی جب ربوہ میں مسلمان طلباء پر حملہ کیا گیا جس کے نتیجہ میں گاؤں گاؤں شہر شہر شمع مصطفےٰ ﷺ کے پروانے سراپا احتجاج بن گئے 1953ء میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت تحریک کی قیادت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ فرما رہے تھے۔ اس میں متعدّد علما گرفتار ہوئے جب کہ 10 ہزار کے قریب مسلمان شہید ہوئے۔

واضح رہے کہ مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالستار خاں نیازی کی خدمات بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں، رد قادیانیت کو جرم مانتے ہوئے آپ کو پھانسی کی سزا سنائی گئی مگر آپ کے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا، اگرچہ بعد میں وہ سزا بھی ختم کر دی گئی۔۔

7 ستمبر 1974 پاکستان کی پارلیمانی تاریخ کا وہ یادگار دن تھا جب 1953 اور 74ء کے شہیدانِ ختم نبوت کا خون رنگ لایا وہ دن جب پاکستان نے عالم اسلام کو عظیم فتنے سے بچا لیا۔ اس سے پہلے قومی اسمبلی میں فیصلہ ہوا کہ قادیانیت کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنا موقف اور دلائل دینے قومی اسمبلی میں آئیں تو، مرزا ناصر قادیانی سفید شلوار کرتے میں ملبوس طرے دار پگڑی باندھ کر آیا۔ متشرع سفید داڑھی۔ قرآن کی آیتیں بھی پڑھ رہے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک زبان پر لاتے تو پورے ادب کے ساتھ درود شریف بھی پڑھتے۔ ایسے میں ارکان اسمبلی کے ذہنوں کو تبدیل کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ یہ مسئلہ بہت بڑا اور مشکل تھا اللہ کی شان کہ پورے ایوان کی طرف سے قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کو ایوان کی ترجمانی کا شرف ملا کیوں کہ وہ اس وقت کے ایوان میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ تھے انہیں عربی ،فارسی، انگریزی ،ہندی سمیت کثیر زبانوں میں مکمل عبور حاصل تھا اسلامی فقہ کے اسرار و رموز بھی ازبر تھے اور نورانی صاحب نے مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ حوالے نوٹ کیے۔ سوالات ترتیب دیئے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ مرزا طاہر قادیانی کے طویل بیان کے بعد جرح کا جب آغاز ہوا اب سوالات قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کی طرف سے اور جوابات مرزا طاہر قادیانی کی طرف سے آئے۔ ان سوالات اور جوابات کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرزا طاہر قادیانی جگہ جگہ جواب دینے سے قاصر نظر آتا ہے۔ ان سوالات کے بعد کتنی ہی بار اس نے کہا کہ اب میں تھک گیا ہوں، اب جواب بعد میں دیا جائے گا۔

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ملی امنگوں کی ترجمانی کی اور عقیدہ ختم نبوت کو آئینی تحفظ دے کر قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ دستور کی دفعہ 260 میں اس تاریخی شق کا اضافہ یوں ہوا ہے۔

"جو شخص خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان نہ رکھتا ہو۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی معنی و مطلب یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرنے والے کو پیغمبر مانتا ہو۔ وہ آئین کے مقاصد کے ضمن میں مسلمان نہیں۔ اور دفعہ 106 کی نئی شکل کچھ یوں بنی.... بلوچستان پنجاب سرحد اور سندھ کے صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں میں ایسے افراد کے لیے مخصوص نشستیں ہوں گی جو عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ اور پارسی فرقوں اور قادیانی گروہ یا لاہوری افراد (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) یا شیڈول کاسٹس سے تعلق رکھتے ہیں۔ (ان کی) بلوچستان میں ایک۔ سرحد میں ایک۔ پنجاب میں تین۔ اور سندھ میں دو سیٹیں ہوں

گی، یہ بات اسمبلی کے ریکارڈ پر ہے۔ کہ اس ترمیم کے حق میں 130 ووٹ آئے اور مخالفت میں ایک بھی ووٹ نہیں آیا۔ اس موقع پر اس مقدمہ کے قائد حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس فیصلے پر پوری قوم مبارک باد کی مستحق ہے اس پر نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام میں اطمینان کا اظہار کیا جائے گا۔ میرے خیال میں مرزائیوں کو بھی اس فیصلہ کو خوش دلی سے قبول کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اب انہیں غیر مسلم کے جائز حقوق ملیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ سیاسی طور پر تو میں یہی کہہ سکتا ہوں (ملک کے) الجھے ہوئے مسائل کا حل بندوق کی گولی میں نہیں۔ بلکہ مذاکرات کی میز پر ملتے ہیں بلاشبہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینا بھٹو حکومت کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

برطانوی حکمرانوں نے قادیان ضلع گورداس پور پنجاب انڈیا سے مرزا غلام احمد قادیانی کو لالچ دے کر اسے مختلف مراحل سے گزارا اس سے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرایا۔ مرزا خوب جانتا تھا کہ ہمارا اصل مربی اور سرپرست کون ہے اس نے انگیزوں کی حمایت میں قلم اٹھایا اور اس کے حمایت واعانت میں خاصی تحریریں منظر عام پر لایا، اپنی مجلسوں اور جلسوں میں بھی برطانوی حکومت کی حمایت دل کھول کر کرتا تھا۔ اس کذاب کی پوری زندگی فسق وفجور، عیاشی اور بدمعاشی میں گزری، زناکاری، بدکاری، دجل وفریب، باطل پرستی اور جھوٹے دعوے کرنے میں صَرف کی اور وہ بذات خود سیکڑوں بیماریوں کا معجون مرکب تھا وہ مردود رات میں سو سو بار پیشاب کرتا، پیٹ درد اور ذہنی خلجان میں مبتلا رہتا۔ وہ ہمیشہ دعوے بدلتا، کبھی کہتا اب کوئی نبی نہیں آسکتا اور پھر اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ علما اور دانشوران ملت نے مسلسل اس کا رد کیا۔ پاکستان بننے کے بعد ان کا خیال تھا کہ اس پر قبضہ ہمارا ہوگا مگر ان کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔ قادیانی مختلف وزارتوں پر قابض بھی ہوئے مگر ہر چیز کا ایک وقت ہے، چاروں طرف سے علمائے اہل سنت اور دیگر پاکستانیوں کی یلغار ہوئی اور طویل جدوجہد کے بعد 50 برس قبل ان قادیانیوں کو پارلیمنٹ میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

آج بھی برطانیہ، امریکہ اور اسرائیل میں ان کی زبردست حمایت ہو رہی ہے۔ یہود و نصاریٰ ہمیشہ مسلم دشمن رہے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے انھی میں سے کچھ افراد کو آگے لانا چاہیے، دیگر فرقوں کی روشنی میں وہ ان کے فوائد دیکھ چکے ہیں۔ خود قادیانیوں سے بھی انھوں نے بڑے بڑے ثمرات حاصل کیے ہیں اس لیے ان کی حمایت اور زبردست مالی اعانت کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔

محترم حضرات یہ چند صفحات ہم نے نقل کر دیے ہیں، اللہ تعالیٰ عالمِ اسلام کو قادیانی فتنوں سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمتوں اور برکتوں سے شادکام فرمائے، آمین۔ بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

مبارک حسین مصباحی
خادم التدریس الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

■■■

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی رئیس التحریر مبارک العلما و الفضلا حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی زید مجدہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! الحمدللہ علی احسانہ، ناچیز ہیچ مدان کی یاد دہانیوں اور آپ کی یقین دہانیوں کا بالآخر نہایت ہی مثبت نتیجہ سامنے آگیا ہے۔ قرار داد ختم نبوت 1974ء ---2024ء کے تاریخی موقع پر سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کے خصوصی شمارے کے "پیغام" کے لئے آپ کا راہوار قلم ایسی برق رفتاری سے چلا جیسا کہ مصباحی علما و مشائخ کی شان ہے۔ یہ صرف پیغام ہی نہیں بلکہ ایک نہایت ہی علمی و فکری مقالہ ہے جس میں قارئین کے سامنے عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت و رفعت اور محافظین ختم نبوت کی پوری تحریک اور تاریخ صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دی گئی ہے اور یہی مصباحی علما و مشائخ کی شان ہے۔ آپ کی اس کرم گستری پر فقیر سراپا سپاس ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کے علم وقلم میں مزید جولانیاں، روانیاں اور تابانیاں عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

والسلام مع الاکرام۔ گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

مدیر اعلیٰ سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹرنیشنل)
ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان
(22/محرم الحرام 1446ھ/29/جولائی 2024ء، بروز پیر بوقت

ختم نبوت

ختم نبوت کی سچی حکایات

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

ایام عالم اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بہت کی ایمان افروز حکایات اور واقعات موجود ہیں جن سے حضور پر نور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ختم نبوت کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ آئیے ان نورانی حکایات کا مطالعہ کرکے دل وجان کو جلا بخشیں۔

ابوالبشر کو سکون مل گیا: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی شان ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام ملک ہندوستان میں نازل ہوئے تو ان کو بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انھوں نے اذان پڑھی: اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد کون ہیں؟ انھوں نے عرض کیا "اٰخِرُ وُلْدِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ"، یعنی نبیوں میں آپ کے سب سے آخری لخت جگر کا نام ہے۔ (کنزالعمال، ج:۶، ص:۱۱۴)

آخری خطبہ میں امت کو وصیت: حضرت سیدنا ابو امامہ ﷺ کا فرمان ہے کہ حجۃ الوداع کا موقع تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے مخاطب تھے:

"اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمھارے بعد کوئی امت ہوگی۔ خبردار! اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو، پانچ نمازیں ادا کرتے رہو، رمضان کے روزے رکھتے رہو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی سے دیتے رہو، اپنے خلفا اور حکام کی اطاعت کرتے رہو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔ (حاشیہ مسند امام احمد، ج:2، ص:391)

قاب قوسین کی گفتگو: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو مجھے میرے رب نے اتنا قریب کیا کہ قاب قوسین کا فاصلہ درمیان میں رہ گیا، یا اس سے بھی کم اور آواز دی: اے میرے حبیب اے محمد! میں نے عرض کیا اے میرے رب میں حاضر ہوں۔ فرمایا: کیا تجھے یہ غم ہے کہ میں نے تمھیں آخری نبی بنایا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں میرے پروردگار۔ پھر فرمایا اے میرے حبیب! کیا تمھیں اپنی امت کا غم ہے کہ میں نے اسے آخری امت بنایا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں میرے پروردگار۔ پھر فرمایا۔ اپنی امت کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ میں نے تمھیں آخری امت بنایا ہے۔ (کنزالعمال، ج:2۔ ص:112 دیلمی شریف)

مسیلمہ کذاب ہے: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے بارے میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں تھیں، پھر ایک دن حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور حمد کے بعد فرمایا: جس شخص کے بارے میں تم اپنی رائے دے رہے ہو۔ وہ تیس کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو دجال اکبر سے پہلے نکلیں گے۔

(مشکل الآثار، ج:4، ص:104)

یاد رہے کہ مسیلمہ نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی جھوٹی نبوت کو پروان چڑھانے کے لیے اس نے قبائل عرب کو گمراہ کرنا شروع کردیا۔ حضور نبی اکرم رسول آخر صلی اللہ عیہ وسلم نے اپنی زبان رسالت سے اسے کذاب کا نام دیا جو آج تک زبان زد عام ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر روانہ کیا بہت تاریخی جنگ ہوئی جس میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اپنے نیزے سے اس کذاب کو واصل جہنم کردیا معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب ہے اور اجماع صحابہ کے مطابق واجب القتل ہے۔

خلیل اللہ کو بشارت سنائی گئی: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے ساتھ جانے کا حکم دیا گیا تو آپ کو براق پر سوار کرایا گیا، جب براق کسی عمدہ میٹھی اور نرم زمین پر سے گزرتا تو آپ فرماتے، جبرئیل یہاں اتر جاؤ مگر جبریل انکار کردیتے جب مکہ مکرمہ کی زمین آگئی تو جبریل رک گئے اور کہا کہ اے خلیل اللہ یہاں اتر جائیے۔ آپ نے فرمایا عجیب بات ہے، جبریل نے کہا ہاں اس جگہ

آپ کے شہزادے اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے نبی امی پیدا ہوں گئے، جن کے ذریعے کلمہ علیا مکمل ہو جائے گا۔ (خصائص کبری ص9)

آخری امت: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات مجھ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: آپ آج کی رات اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں، آپ کی امت آخری امت ہے اور سب سے زیادہ کمزور ہے۔ اس لیے اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو اپنی امت کے لیے سہولت طلب کیجیے۔" (خصائص کبری ج1 ص162)

اسی طرح روایت ہے کہ معراج کی رات حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسی علیہم السلام نے کہا: السلام علیک یا اولُ السلام علیک یا آخرُ السلام علیک یا حاشرُ۔ (زرقانی ج6 ص40)

سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے: حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے: اگر ہم نے آدم کو صفی اللہ بنا کر منفرد کیا ہے تو آپ کو تمام انبیاے کرام میں آخری نبی بنا کر بھیجا ہے اور ہم نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو آپ سے زیادہ محبوب ہو۔ (خصائص کبری ج2 ص193)

حضرت صدیق اکبر کا خطبہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو تمام صحابۂ کرام فرط غم سے نڈھال تھے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وصال کا انکار کر رہے تھے، اس موقع پر سراپا استقامت، رازدان حریم نبوت، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا ارشاد فرمایا:

بأبی أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ الله قَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَهُ أَنْ بعَثَكَ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ وَذَكَرَكَ فِي أَوَّلِهِمْ فَقَالَ تَعَالَى إِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّنَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ .

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مقام پر فائز ہے کہ آپ کو سب انبیاے کرام کے بعد مبعوث فرمایا اور آپ کا ذکر پاک سب سے پہلے فرمایا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: جب ہم نے انبیا سے عہد لیا، اور آپ سے اور حضرت نوح سے۔ (مواہب لدنیہ، ج:2، ص:496)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے درج ذیل نکات معلوم ہوئے:

❋ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاے کرام سے افضل و اکرم ہیں۔ ❋ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ ❋ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد بھی یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ ❋ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کی فریاد کو سماعت فرماتے ہیں۔ ❋ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ذائقۂ موت چکھنے کے بعد زندہ جاوید ہیں۔

ان عقائد پر سب صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

کلیم اللہ کی حسرت: حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں التجا کی کہ اے میرے پروردگار! میں نے تورات کی الواح میں ایک ایسی امت کا مشاہدہ کیا ہے جو پیدائش میں سب سے آخری امت ہے اور جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگی۔ یا اللہ! وہ امت مجھے عطا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسی! وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ (تفسیر ابن جریر طبری)

تورات کے دو ورق: کتب سماوی کے عالم حضرت سیدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے والد گرامی تورات کے سب سے بڑے عالم تھے وہ جو کچھ جانتے تھے مجھ پر ظاہر کر دیتے تھے۔ جب ان کا وقت وصال قریب ہوا تو مجھے بلایا اور فرمایا بیٹا تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ مجھے جو علم حاصل ہوا وہ میں نے تمھیں بتا دیا۔ لیکن دو ورق ابھی تک تم پر ظاہر نہیں کیے۔ ان دو ورقوں میں ایک نبی پاک کا ذکر ہے جس کی بعثت کا زمانہ بالکل قریب آ گیا ہے۔ میں نے اس لیے یہ ورق تم پر ظاہر نہ کیے تھے کہ کہیں تم کسی کذاب کو ہی نبی موعود نہ سمجھ لو اور اس کی اطاعت نہ کرنے لگو، وہ دو ورق میں نے اس طاق میں بند کر دیے ہیں۔ میں نے طاق سے دو ورق نکالے اور دیکھا کہ ان میں یہ کلمات لکھے ہوئے تھے محمد رَسُولُ الله خَاتَمُ النَّبِيِّنَ لَا نَبِي بَعْدَه محمد اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (تفسیر در منثور ج3 ص132)

قیامت کا ایک منظر: قیامت پھر قیامت ہے، پہاڑ گالوں کی صورت اڑ رہے ہوں گے، آسمان ریزہ ریزہ ہو رہے ہوں گے، زمینوں کی دھجیاں بکھر رہی ہوں گی، سورج، چاند اور ستاروں کی قندیلیں، جھڑ رہی ہوں گی ہر کوئی ایک ایک نیکی کی تلاش میں سرگرداں ہوگا، گردنیں بوجھل ہوں گی پیشانیاں عرق ریز ہوں گی، قدموں میں ڈگمگاہٹ ہوگی، نظروں میں گھبراہٹ ہوگی، حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ قیامت کے اس ہولناک منظر میں ایک امید گاہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ نے فرمایا تمام مخلوق خدا جمع ہو کر آئے گی اور عرض کرے گی: اے اللہ کے پیارے نبی محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ سے نبوت شروع فرمائی اور آپ پر ہی ختم فرمائی، آپ پر لگنے والے اگلے پچھلے الزاموں کو دور کیا، آپ ہماری شفاعت فرمائیے۔ (فتح الباری شرح بخاری ج 11 ص 378)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ:

❋ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا میں آخری چارہ گر ہیں اور آخرت میں آخری نگہبان ہیں۔ ❋ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے باذن اللہ مشکل کشا ہیں۔ ❋ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بارگاہ خدا کی مظہر ہے۔ ❋ محشر میں اپنے بیگانے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کریں گے۔ وہ اقرار اپنوں کے تو کام سنوارے گا مگر بیگانوں کو کوئی فائدہ نہ دے گا کیوں کہ وہاں کے اقرار کے لیے یہاں کا اقرار ضروری ہے۔ ❋ تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرو جو قیامت کی وحشتوں میں سہارا بنیں گے۔ وہاں کسی قادیانی کا سکہ نہیں چلے گا سیاح لامکانی کا سکہ چلے گا۔

غیب کی خبر دی: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا عنقریب ایک فتنہ پیدا ہوگا، صحابۂ کرام نے عرض کی اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی کتاب جس میں ہم سے پہلے لوگوں کے حالات ہیں، آنے والوں کی خبریں ہیں اور تمھارے تنازعات کے فیصلے ہیں، وہ قول فیصل ہے، مذاق نہیں ہے۔ جو ظالم اس کو ترک کردے گا اللہ اسے ہلاک کردے گا اور جو اس کے سوا کہیں اور جا کر ہدایت تلاش کرے گا اللہ اسے گمراہ کردے گا۔ (ترمذی، احمد)

اب کون نہیں جانتا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور اس کے آخری نبی پر نازل ہوئی ہے، لہذا اس کے احکام کو چھوڑ کر کسی جعلی و بروزی نبی کے منہ کی طرف دیکھنا کفر و ضلالت نہیں تو اور کیا ہے، یہ کتاب پاک تو ختم نبوت کی سب سے بڑی گواہ ہے۔

تذکرہ چند دجالوں کا: امت مرحومہ میں فتنہ انگیزیوں کے بازار گرم کرنے کے لیے ہر دور میں کچھ دجال و کذاب پیدا ہوتے رہے جن کی نحوست سے بندگان خدا نے پناہ مانگی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ان جھوٹے مدعیان نبوت کا انجام نہایت عبرتناک ہوا، ختم نبوت کے مستانوں نے ان کے عزائم کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔

آئیے چند پیکران فریب کا حال دیکھیے تاکہ معلوم ہو سکے کہ نبوت و رسالت کو للکارنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔

(1)- مسیلمہ کذاب بنو حنیف کے وفد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا، مسلمان ہونے کے بعد اس نے ختم نبوت سے غداری کی اور مرتد ہو گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کذاب کا نام دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں اس نے لشکر جمع کر لیا تو صحابہ کرام نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر کمان اس کو شکست فاش دی۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اسے واصل جہنم کیا، وہ ہمیشہ اس کے قتل کو حضرت امیر حمزہ کے قتل کا کفارہ سمجھتے رہے اس کے ساتھ ہی اس کی جھوٹی نبوت بھی ختم ہو گئی۔

(2)- اسود عنسی نے صفا کے علاقہ میں اپنی جھوٹی نبوت کی تحریک، چلائی یہ شخص بہت شعبدہ باز تھا۔ دو شیطان اس کے تابع تھے جن کے ذریعے لوگوں کے سامنے عجائبات کا مظاہرہ کیا کرتا تھا۔ اس کا گدھا اس کو سجدہ کرتا تھا، نجران کے ایک گروہ کو اس نے اپنے مکر و فریب میں مبتلا کر دیا۔ حضور پر نور ﷺ کے وصال مبارک سے ایک روز پہلے فیروز دیلمی نے اسے قتل کر دیا۔

(3)- طلحہ بن خویلد، قبیلہ بنو اسد کا فرد تھا، اس نے خیبر کے نزدیک اپنی "جھوٹی نبوت" کی تحریک چلائی، غطفان کے لوگوں نے اسے تقویت دی، بعد ازاں اس نے اپنے جیسے کذابوں کے خلاف، مسلمانوں کی کامیاب فتوحات دیکھ کر حوصلہ ہار دیا، کہتے ہیں کہ اس نے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا تھا۔ (کتاب المحاسن، ج:1، ص:64)

(4)- سجاح بنت سوید، عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ عورت بھیڑیے پر سواری کرتی تھی۔ اس نے مسیلمہ کذاب کے ساتھ شادی کر لی اور اپنی "جھوٹی نبوت" اس جھوٹے کے سپرد کر دی، دونوں کی شادی کا حق مہر یہ قرار پایا کہ نماز عصر معاف کر دی جائے۔ اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں توبہ کر لی اور مسلمان ہو گئی۔

(5)- مختار ثقفی نے یزیدیوں سے اہل بیت اطہار کا انتقام لیا اور عالم اسلام کے کی ہمدردیاں حاصل کر کے ان کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ مجھے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ یہ جب کوئی خط لکھتا؟ تو ان الفاظ سے آغاز کرتا "من مختار رسول اللہ" اللہ کے رسول مختار کی طرف سے۔ اس نے بلاد اسلامیہ پر قبضہ کر کے بہت شورش برپا کر دی۔

(6)- حارث نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ خلیفۂ وقت نے علمائے وقت سے فتویٰ لے کر اس کو قتل کیا اور تختۂ دار پر لٹکا دیا۔ (شفا شریف)

(7)- خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں ایک کذاب نے

کہامیں نوح ہوں۔کیوں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ساڑھے نوسو سال تھی، باقی پچاس سال پورے کرنے کے لیے میں آیا ہوں، خلیفۂ وقت نے علمائے کرام کے فتویٰ کی رو سے اسے قتل کروایا۔

(8) بہبود نامی شخص نے خلیفہ معتمد باللہ کے زمانے میں دعوی نبوت کیا، اس نے عراق کے پر رونق شہر کو آگ لگا کر تباہ کر دیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ خدا نے مجھے رسول بنایا ہے اور علم غیب دیا ہے۔

(9)-یحییٰ بن زکرویہ قرامطہ کا سردار تھا، بہت چالباز اور جدت پسند تھا، اس نے اپنی شعبدہ بازیوں سے لوگوں کو دھوکہ دیا اور اسلامی سلطنت میں فتنے کی آگ بھڑکا دی، عباسیہ کیلئے ہمیشہ خطرہ بن کر رہا۔

(10)-حسین بن زکرویہ یحییٰ کا چھوٹا بھائی تھا، اس نے اپنے بھائی کے دعویٰ کو خاندانی میراث کے طور پر استعمال کیا اور اپنی جعلی نبوت سے مخلوق خدا کو گمراہ کرنے لگا۔قرامطہ کے عقائد و نظریات امت محمدیہ کیلئے بہت گمراہ کن تھے۔دونوں بھائی عبرت ناک موت کا شکار ہوئے۔

(11)-ابوطاہر قرمطی بھی اسی سلسلہ ناپاک کی ایک کڑی تھا اس کذاب نے حجر اسود کو اکھاڑنے کی کوشش کی مگر سخت ناکام ہوا۔

(12)-عیسی بن مہرویہ نے بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اس نے کہا :قرآن میں "مدثر" میرا لقب ہے۔آخر کار عبرت ناک موت کا شکار ہوا۔

(13)- ابن علی شلمغانی نے الوہیت و نبوت کی صفات کا دعویٰ کیا، مسلمانوں نے اسے سولی پر لٹکا دیا۔

(۱۴)-مطیع اللہ کے زمانے میں ایک نوجوان نے نبوت کا دعویٰ کیا اور روحوں کے تناسخ کا عقیدہ پھیلایا۔اس کا دعویٰ تھا کہ اس کے جسم میں حضرت علی کی روح داخل ہوگئی ہے۔

(15)- حاکم معزالدولہ کے زمانے میں ایک کذاب نے جبریل ہونے کا دعویٰ کیا مسلمانوں نے اسے خوب ذلیل کیا۔ آخر خائب و خاسر ہو کر مرا۔

(16)- خلیفہ مستظہر کے زمانے میں ایک دجال نے نبوت کا دعویٰ کیا۔اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

(17)-ارض مغرب میں ایک کذاب پیدا ہوا جس نے کہا میرا نام "لا" ہے۔اور "لانبی بعدی" کا دراصل مفہوم یہ ہے کہ میرے بعد "لا" نبی ہوگا۔یہ کذاب بھی اپنے دعویٰ سمیت جہنم واصل ہوگیا۔

(18)-غازاری جادوگر نے نبوت کا دعویٰ کیا جسے ابو جعفر بن زبیر نے قتل کر دیا۔

(19)-استاد سیس نامی شخص نے خراسان میں دعویٰ کیا تو تین لاکھ آدمیوں نے اس کی جعلی نبوت کی بیعت کی آخر کار ستر ہزار مرتدین کے ساتھ منصور مہدی کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔

(20)-دامیہ، عورت نے سوڈان میں نبوت کا دعویٰ کیا جسے وہاں کے مسلمانوں نے فنا فی النار کر دیا۔

(21)-یوشینا نامی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا جسے آخر میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

(22)-ایک خراسانی بدنصیب نے نبوت کا دعویٰ کیا، نہایت بدشکل تھا اس لیے چہرہ چھپائے رکھتا تھا اس کا نظریہ تھا کہ خدا نبیوں میں حلول کرتا ہے، لہذا مجھ میں بھی حلول کیے ہوئے ہے اس نے خودکشی کر کے اپنے باطل ہونے کا آپ ہی اعلان کر دیا۔

(23)-عثمان بن نہیک کے بارے میں ابومسلم خراسانی کے ماننے والوں کا کہنا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح اس میں حلول ہوگئی ہے، یہ تناسخ کے قائل تھے ان سب کذابوں کو منصور نے ہلاک کر دیا۔

(24)-ابوالطیب متنبی مشہور شاعر ہوا ہے، اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تو مسلمانوں نے قتل کر دیا۔

(25)- بہاء اللہ نے ایران میں دعویٰ کیا۔ بہائی فرقے کے لوگ آج بھی اسے اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں۔

(26)-مغل بادشاہ اکبر نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اس کے درباری شاعر نے اس پر خوب طنز کیا ہے، کہ ہمارے شاہ نے اس سال نبوت کا دعویٰ کیا ہے اگلے سال خدا نے چاہا تو خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا۔اکبر بھی انجام بد کا شکار ہو کر مر گیا۔

(27)- مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی شہ پر اپنی نبوت کی دوکان چمکائی اور ہدی، مسیح، نبی، رسول بلکہ خدا ہونے کے دعوے کیے۔ مرزا قادیانی کی ذریت آج بھی ملت اسلامیہ کے لیے بہت بڑا خطرہ بنی ہوئی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ قادیانی کذاب بھی اپنے پیش رو کذابوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ عبرت ناک اور وحشت ناک موت کا شکار ہوا۔

اللہ اکبر کذاب آتے رہے، اپنی موت آپ مرتے رہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا آفتاب آج بھی صداقتوں کی شعاعیں تقسیم کر رہا ہے۔

ختم نبوت

مرزا قادیانی کی دورخی پالیسی
اسلام اور ماڈرن سائنس کی نظر میں

عرفان محمود برق

کیا آپ نے کبھی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس کی زبان تضاد بیانیوں کی ایک رنگ برنگی چھابڑی ہو جس کی تحریریں عدم مطابقت کا لامتناہی سلسلہ ہو۔ جو ایک لمحہ قبل کسی بات میں "ہاں" کہے لیکن اگلے ہی لمحے وہ اسی بات میں "ناں" کہتا دکھائی دے، جو پہلے کسی بات کی تائید کرتا ہو اور بعد میں تردید۔ جس کی زبان میں ایسا ٹکراؤ ہو کہ ایک بات دوسری سے نہ ملے۔ اگر آپ کبھی ایسے آدمی سے نہیں ملے تو لیجیے ہم آپ کو کذابِ قادیان مرزا قادیانی سے ملوائے دیتے ہیں جس کی زبان ارض و سما کے قلابے تک ملا دیا کرتی تھی۔

مرزا قادیانی کی تضاد بیانیاں:

1-رسول آنا بند:

مرزا قادیانی ختم نبوت کے عقیدے کے بارے میں لکھتا ہے:

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔

(ازالۂ اوہام، ص:761، مصنفہ: مرزا قادیانی)

2- "رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔" (ایضاً، ص:614)

3- خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔"

(کتاب مذکور، ص:140، جلد:2، مصنفہ مرزا قادیانی)

اس کے خلاف قادیان میں رسول:

1- لیکن پھر مرزا قادیانی خود نوازی کرتے ہوئے قلابازی کھا کر کہتا ہے:

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء، ص 11، مطبوعہ 1902، مصنفہ: مرزا قادیانی)

2-غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ:

مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے:

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں، مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اُسی واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت۔ اس طور کا نبی اور رسول کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا، سو اب بھی میں انہی معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔"

(اشتہار-ایک غلطی کا ازالہ، ص:4، مصنفہ: مرزا قادیانی)

"اب بجز محمد کی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو، پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔"

(تجلیات الٰہیہ، ص:25، از: مرزا قادیانی)

تشریعی نبوت کا ادعاء:

"اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے۔ نہ ہر ایک مفتری تو اول یہ دعویٰ بے دلیل ہے، خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی اُمت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیوں کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔"

(رسالہ اربعین، نمبر:4، ص:706 مصنفہ: مرزا قادیانی)

تناقض کے پیچھے تعارض کا شور
تعارض کی دم میں تناقض کی ڈور

3-احادیث میں عیسیٰ کے نزول الی السماء کا ذکر موجود نہیں:

"بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے۔ لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا۔" (حمامتہ البشریٰ، مطبوعہ 1894، مصنفہ: مرزا قادیانی)

احادیث میں ذکر موجود ہے:

"صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔"

(ازالۂ اوہام ص927-81، مطبوعہ 1891، مصنفہ: مرزا قادیانی)

4-عیسیٰ کی قبر بلدہ قدس میں ہے:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ ہیں۔"

(اتمام الحجۃ، مصنفہ: مرزا قادیانی ش، ہادت محمد سعید طرابلس، ص:20)

عیسیٰ کی قبر کشمیر میں ہے:

"خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے وہ مر گیا اور اس کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یعنی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوش حالی کی جگہ تھی اور مصفّٰی پانی کے چشمے تھے۔ سو وہی کشمیر ہے اس وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی، ص101، مصنفہ: مرزا قادیانی)

5-چاروں انجیلیں محرف و مبدل ہیں:

"عیسائیوں اور یہودیوں نے اپنے دجل سے خدا کی کتابوں کو بدل دیا۔" (نور القرآن، جلد اول نمبر:6، مصنفہ: مرزا قادیانی)

"انجیل اور تورات ناقص اور محرف اور مبدل کتابیں ہیں۔"

(دافع البلاء، ص19، مصنفہ: مرزا قادیانی)

چاروں انجیلیں نہ اپنی صحت پر قائم ہیں اور نہ یہ سب اپنے بیان کی رو سے الہامی ہیں اور اس طرح انجیلوں کے واقعات میں طرح طرح کی غلطیاں پڑ گئیں اور کچھ کا کچھ لکھا گیا۔"

(براہین احمدیہ، حصہ چہارم، ص331، طبع قدیم، مصنفہ: مرزا قادیانی)

انجیلیں محرف و مبدل نہیں:

"یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف و مبدل ہیں ان کا بیان قابل اعتبار نہیں، ایسی بات وہی کرے گا جو خود قرآن شریف سے بے خبر ہے۔"

(چشمۂ معرفت، ص57، حاشیہ، مطبوعہ 1908، مصنفہ مرزا قادیانی)

جیسا موسم ہو مطابق اُس کے دیوانہ تھا وہ
مارچ میں بلبل تو جولائی میں پروانہ تھا وہ

6-مسیح ابن مریم کا نزول:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا۔ مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا۔" (ملخص: براہین احمدیہ، ص:499-498 مصنفہ مرزا قادیانی)

مسیح ابن مریم کی وفات:

"قرآن شریف قطعی طور پر اپنی آیاتِ بینات میں مسیح کے فوت ہو جانے کا قائل ہے۔" (ص:142، 120، ازالہ ط2، 1، مصنفہ، قادیانی)

"قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔" (ص146، ایام الصلح اُردو، مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی زبان و کلام کی ان تضاد بیانیوں نے اُس کی جھوٹی نبوت و رسالت کی شہ رگ پر خود بخود چھری پھیر دی ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید چوں کہ خدا تعالیٰ کا برحق اور سچا کلام ہے، اس لیئے اس نے اپنے متعلق فرمایا: اگر یہ کلام اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے اختلاف پائے جاتے"۔

یہ آیتِ کریمہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو مکھن سے بال کی طرح باہر نکال پھینک رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ کلام اللہ سچا ہے، اس لیے اس میں کوئی اختلاف، یا تناقض نہیں۔ ہاں اگر یہ کلام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بھی مرزا قادیانی کے جھوٹے کلام کی طرح کھلا تناقض ضرور پایا جاتا۔ تو گویا خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا کلام اختلاف سے پاک اور کسی بھی جھوٹے مدعی نبوت کا خود ساختہ کلام اختلافات کی غلاظت سے لتھڑا ہوا ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی اس بات کی تائید یوں کرتا ہے۔

(1)-جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص112، مندرجہ روحانی خزائن، جلد21، ص۲۷۵، مصنفہ مرزا قادیانی)

(2)-"اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی

حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی، ص ۱۸۴، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۲، ص ۱۹۱، مصنفہ مرزا قادیانی)

(3)- ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیوں کہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ (ست بچن، ص ۱۳۱، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۰، ص ۱۴۳، مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے واضح متناقض اور اس کے ان فتاویٰ کی موجودگی میں کسی بھی ہوش مند انسان کا اس کو نبی تسلیم کر لینا حیرت و تعجب کی بات ہے۔ اس قماش کے چالباز اور نوسرباز کو نبی و رسول ماننا تو کجا ایک صحیح انسان ماننا بھی عقل انسانی کی توہین ہے۔

مرزا قادیانی ایک خوشامدی اور منافق انسان تھا، جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا۔ اس لیے کہ لوگ اُس کے عقیدت کیش اور معتقد بن جائیں۔ وہ جیسا دیس ویسا بھیس کی پالیسی کو اپنائے ہوئے تھا جس سے لوگ اُس کے دام تزویر میں پھنس جاتے۔ جب کوئی معترض اس سے پوچھتا کہ کیا تو نے ختم نبوت کی فولادی دیوار کو توڑنے کی کوشش کرتے ہوئے دعوی نبوت کیا ہے تو مرزا قادیانی فورا آگے سے کہہ دیتا کہ نہیں نہیں میں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی مانتا ہوں اور آپ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں، لیکن جب وہ اپنے پکے مریدوں کے پاس جاتا تو اُن کے سامنے اس سے بالکل الٹ بیان دے دیتا۔ آخر لوگوں کو ساری زندگی اسی طرح کے چکر دیتے دیتے ایک دن خود بڑا چکر کھایا اور غلاظت پر گر کر جان دے دی اور پھرّ کر کے وادی جہنم میں پہنچ گیا۔

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

تضاد بیانی پر قرآن اور سائنس کی رائے:

قرآن عزیز نے تضاد بیان شخص کو گمراہ کہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۖ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○ (سورہ البقرہ: آیت 14 تا 16)

ترجمہ: اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمھارے ساتھ ہیں ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ (کنزالایمان)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بات کہنے کے مختلف انداز اس لئے سیکھے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کو قید کرے (یعنی معتقد بنائے) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے نہ فرض قبول فرمائیں گے نہ نفل۔ (مشکوۃ شریف)

جرمن ہیلتھ سینٹر کے انکشافات:

جرمن ہیلتھ سینٹر کی سالانہ رپورٹ کے مطابق:

ایسے لوگ جو دورخی بات کرنے کے عادی ہوں وہ ہمیشہ اپنی ساکھ اور معیشت ختم کر بیٹھتے ہیں۔

ایسے لوگ جو ہر مجلس میں وہاں کی بات کرنے کے عادی ہوں اور جیسی لوگوں کی زبان ویسی ہی ان کی زبان ہو تو ایسے لوگ ہمیشہ ناکام زندگی گزارتے ہیں۔

ڈاکٹر سکٹاس ماہر نفسیات کی ماہرانہ تحقیق کے مطابق بھی جب ہمیں اپنی ترتیب کو زندگی کے مطابق پرکھنا ہو تو فوراً اپنے انداز زندگی پر غور کریں، کیا ہم ایسا تو نہیں کر رہے کہ دن اور رات میں تضاد ہو؟ کیا ہماری گفتگو میں تضاد تو نہیں ہے؟ کیا ہمارے اُٹھنے بیٹھنے میں تضاد تو نہیں؟ کیا ہم معاشرے کے ساتھ دورخی زندگی گزار رہے ہیں یا ایک رخی، ہر بات بالکل ملحوظ رہے۔ آخر میں ماہرین نے اس بات کا اندازہ لگایا ہے کہ کون لوگ اپنے کس طرز عمل سے آخر کار معیشت میں (یا مذہبیت میں) شکست کھا جاتے ہیں تو پھر یہ طے ہوا ہے کہ وہ لوگ جو معاشرے کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن دراصل وہ معاشرے کو دھوکا نہیں دیتے بلکہ خود دھوکا کھا جاتے ہیں۔ (بحوالہ رپورٹ جرمن ہیلتھ سینٹر فرینکفرٹ)

پتا چلا کہ نہ صرف دین اسلام بلکہ جدید سائنس نے بھی مرزا قادیانی کی منافقانہ روش اور دورخی بات کرنے کو نہایت ہی برا اور منفی (NEGATIVE) عمل قرار دیا ہے۔

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا وہ آغاز باب تھا

■■■

انوار حیات

دوسری قسط

مجاہد جنگ آزادی

مولانا سید کفایت علی کافیؔ شہید مرادآبادی

مولانا محمد شہاب الدین رضوی

''نواب سید یوسف علی خان ہمیشہ شب کے تین بجے سے اُٹھ کر رپورٹ سُنا کرتے تھے لیکن اس روز خلاف عادت صبح تک آرام میں رہے کہ ولسن صاحب آئے اور نواب صاحب کو بیدار کرایا، اسی وقت گاڑی کی تیاری کا حکم ہوا، نواب صاحب مع ولسن صاحب کے ہوا خوری کو گئے اور راہ میں جج صاحب نے خبر مفسدہ میرٹھ کی کل کیفیت بیان کی اور پھر اسی وقت مراد آباد کو چلے گئے۔ 12 مئی کو مراد آباد میں پریڈ پر حکم سنا دیا گیا کہ کارتوس جدید نہیں کٹوایا جائے گا۔ 18 مئی کو سفرینا کی پلٹن کے ستر آدمی میرٹھ سے مراد آباد کو آئے اور گانگن کے پل پر جو مراد آباد سے تین میل ہے، ٹھہرے۔ اُن کے آنے سے اطراف مراد آباد میں فساد شروع ہوا۔ جب کہ مراد آباد میں عام طور پر فساد دہلی و میرٹھ کی خبریں مشتہر ہوئیں۔ تو 29 نمبر پلٹن کے لوگ کسی قدر خیرہ سر ہوئے مگر پھر فوراً انھوں نے اپنی حرکات ناسزا کی معافی چاہی، اور بہت بڑی خیر خواہی کے ساتھ سرکاری کام میں جانفشانی کرنے لگے، رام پور میں بھی عام طور پر یہ خبریں مشہور ہوئیں۔ بلکہ اکثر ایسی افواہیں مفسد مشہور کرتے تھے جن سے تمام دولت مند گروہوں میں ہل چل ہو جاتی تھی۔ بدمعاش آوارہ گرد خوشی کے نعرے لگاتے تھے اور فساد کی تخم ریزی اور ایک دوسرے سے کنایات بغاوت کرتے تھے۔ تاہم فوج یا شہر میں بدنظمی یا خودسری کی کوئی صورت نہ تھی۔ 21 مئی کو دو سو آدمیوں کا غول جو اپنے آپکو غازی کہتا تھا، بلا علم نواب صاحب و حکام شہر کے مراد آباد کو شہر سے فرداً فرداً روانہ ہوا اور باہر جا کر جمع ہوئے۔ مراد آباد کی جانب رخ کیا۔ کہتے ہیں مولوی منّو نے انکو بلوایا تھا، ولسن صاحب جج مراد آباد اس خبر کو سن کر دو عہدہ دار اور 29 نمبر کی پلٹن کے چند سپاہی اور تھوڑے سے سوار لے کر غازیوں کے استقبال کے واسطے رام گنگا کے کنارے پر پہنچے، اس فوج نے غازیوں کی خوب خدمت گزاری کی یہاں تک کہ وہ گروہ بالکل منتشر ہو گیا اور بھاگ گیا۔ فقط اتنا ہوا کہ ایک شخص نے شیر بچہ بھر کے جج صاحب کی طرف چھوڑنا چاہا تھا کہ ایک سپاہی نے اسکو دوڑ کر مار ڈالا۔ اور مولوی منّو کو ملازمان پولیس نے گرفتار کر کے سر شام گولی سے مار ڈالا۔ اس جماعت میں سے کچھ آدمیوں کا محاصرہ بھی کر لیا تھا، جن کو سواروں کے دستے کی حراست میں مسٹر ولسن نے رام پور کو سزا دہی کے لیے بھیج دیا، نواب سید یوسف علی خان نے ان قیدیوں کو سزا تجویز کرنے کے لیے اپنے ولی عہد نواب سید کلب علی خان کے حوالے کر دیا جنھوں نے اُن سب کو جیل خانے میں قید کر دیا۔ جس کی وجہ سے مفسدوں کو بہت ہی خوف ہوا اور نہایت بارعب اثر پڑا۔ پھر 30 مئی کو سنیچر کے دن مراد آباد میں خبر پہنچی کہ دو کمپنیاں سفرینا کی پلٹن کی رڑکی سے سرکشی کر کے لوٹ کا اسباب لیے ہوئے مراد آباد کی طرف آ رہی ہیں، اس طرف دو کمپنیاں مع دو ضرب توپ کے بھیجیں جنھوں نے سفرینا کی کمپنیوں کے تمام ہتھیار اور جملہ سامان چھین لیا، اور وہ سپاہی بالکل مفلس ہو کر ترائی کی طرف بھاگ گئے۔ 29 نمبر پلٹن مراد آباد کی گویا یہ آخری خیر خواہی تھی، اس کے بعد انکو سوائے مفسدہ پردازی کے اور موقع خیر خواہی کا نہ ملا۔ نواب صاحب نے بھی فوراً مزید احتیاط فوج کی درستی اور شہر کے ضروری انتظامات کی طرف توجہ فرمائی۔ ہر شخص کے چال چلن پر نظر رکھی جاتی تھی کہ وہ کیا کہتا اور کیا کرتا ہے۔''

(اخبار الصنادید از حکیم نجم الغنی خاں، ج:2 ص:34، 33، مطبوعہ رضا لائبریری رام پور 1997ء)

بریلی اور مراد آباد کی بغاوت کے اثرات سے رام پور کا محفوظ رہنا بہت مشکل تھا، مگر یہاں پر نواب مکمل طور پر انگریزوں کی حمایت میں کمر بستہ تھے، آگے حکیم نجم الغنی خاں رام پوری کچھ اس طرح حالات بیان کرتے ہیں:

"گو بریلی میں فساد کی صورت مطلق نہ تھی مگر مسٹر آر الگزینڈر کمشنر بریلی و ایجنٹ ریاست رام پور ایک ایسے ہوشیار اور عالی دماغ افسر تھے کہ اُنھوں نے فوراً یہ تجویز کی کہ تمام میم اور بچے وغیرہ اس وقت نینی تال بھیج دینے مناسب ہیں، اکثر یورپین نے جن کے نزدیک ان کا خیال معتمد تھا اپنے اہل و عیال کو 20 مئی تک نینی تال روانہ کر دیا۔ اور بعض نے اپنے متعلقین کو بریلی میں بجائے خود محفوظ مقامات میں رکھا۔ روز مرہ مختلف مقامات سے لوگ آتے تھے اور فوج کو بغاوت اور سرکشی کی ترغیب دیتے تھے۔ فرومایہ لوگ یہی چاہتے تھے کہ ہنگامہ برپا ہو اور لوٹ کھسوٹ سے اپنے گھر بھریں، مگر فوج ہر وقت بظاہر اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر کرتی تھی، گویا وہ لوگ اپنی جمعیت بہم پہونچنے اور وقت کے منتظر تھے۔ ناگہان 29 مئی 1857ء کو یہ خبر اڑی کہ آج فوج میں ضرور فساد ہوگا، اس خبر کو سُن کر بعض یورپین افسروں نے جن کے اہل و عیال بریلی میں تھے، خاص شہر میں امن تلاش کر کے میموں اور بچوں کو بظاہر محفوظ کر دیا۔ لیکن فوج سے جب حال دریافت کیا تو وہ اُسی طرح مطیع اور تابعدار تھی بلکہ تمام ہندوستانی فوجی عہدہ دار اس بات پر حکام سے اصرار کرتے تھے کہ یہ خبریں محض غلط ہیں، آپ لوگ اپنے اہل و عیال بدستور چھاؤنی میں بھیج دیں۔ 30 مئی کی شام تک کوئی بدنظمی نہ تھی۔ اسی تاریخ بعد مغرب 45 رجمنٹ خیر پور والی کے بھاگے ہوئے لوگ یہاں آئے اور فوج سے مشورہ کیا کہ: اب اپنے ارادے میں توقف کرنا خلاف مصلحت ہے۔ فوراً افسروں کو تلوار کے نیچے رکھ لو کیونکہ گورہ فوج بہت قریب آچکی ہے اور جس جگہ جاتی ہے ہندوستانیوں کا قتل عام کرتی ہے۔ اس شب چندر خصتی سپاہی بھی آئے اور اُنہوں نے اول کے بیان پر اور بہت کچھ حاشیہ چڑھایا۔ یہ تمام رات سپاہیوں کو مشورہ اور مصلحت میں گزری، یہاں تک کہ کوئی شخص لین میں بھی نہیں آیا۔ چونکہ بے اطمینانی اول ہی سے پیدا ہو گئی تھی اس لیے حکام نے بھی کچھ اس طرف توجہ نہ کی۔ صبح یعنی 31 مئی کو اتوار کے دن سب یورپین اور کرسچین معمولی عبادت کے واسطے گرجا میں جمع ہوئے۔ نو اور دس بجے کے درمیان میں مسمی محمد بخش عرف بخت خان صوبہ دار توپخانہ مع پلٹن نمبر 18 و 68 پیادگان ہندوستانی اور آٹھویں رجمنٹ سواران ہندوستانی متعیّنہ چھاؤنی بریلی کے باغی ہوا، اور توپ کا ایک فیر ہوا۔ یہ فیر گویا اطلاع اس بات کی تھی کہ فوج باغی ہو گئی۔ فیر کے بعد جلد جلد گولے چلنے لگے اور مسلح سپاہی دیوانوں کی طرح انگریزوں کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتے تھے۔ یہ فساد عجلت سے قائم ہوا کہ اکثر انگریزوں کو خبر نہیں ہوئی۔ اور جو شخص جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ اس واقعہ کے قبل منجملہ اور انتظامات کے ایک یہ امر بھی طے ہو چکا تھا کہ: فساد کے وقت سب یورپین آٹھویں رسالے کی لین کے متّصل جمع ہو جائیں۔ چنانچہ سب لوگ اُس طرف دوڑے۔ جو افسر کہ اپنی فوج کی جانب بغرض تنبیہ گئے وہ سب قتل ہوئے، اُسی وقت جنرل سپالڈ صاحب کو ایک ہندوستانی سوار نے کہ جو ان کی اردلی میں تھا شتر خانے کے متّصل بندوق سے مار ڈالا، اور افسائن مکر صاحب کو تلنگوں نے مسکوٹ میں مار ڈالا۔ میگزین اور خزانہ سرکاری بھی اپنے قبضے میں کر لیا۔ کوٹھیوں اور بنگلوں کا اسباب و مال لوٹ کر آگ لگا دی۔ سرکاری دفتر پھونک دیا۔ جیل خانہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ رابرٹ الیگزینڈر صاحب کمشنر اور مسٹر گٹھری صاحب مجسٹریٹ ضلع بریلی حکام فوج و ملیٹری میں سے تخمیناً تیس آدمیوں کو اپنے ہمراہ لیکر گھوڑوں پر نینی تال چل دیے۔ اُسی دن خان بہادر خان ابن ذوالفقار خان بن حافظ رحمت خان، شوبھارام اور مدار علی وغیرہ اور سادات نو محلہ کی مدد سے کوتوالی میں آکر نواب بن کر بریلی پر حکمراں ہوئے۔ رابرٹسن صاحب جج اور ڈاکٹر ہنس پرو صاحب اور آر صاحب ڈپٹی کلکٹر تمازت آفتاب کی وجہ سے مولوی حامد حسن منصف کے مکان میں اور بچ صاحب پرنسپل کالج بریلی اور ریکس صاحب سیشن جج امان علی کی کوٹھی میں پناہ گیر ہوئے۔ یہ سنتے ہی شہر کے بدمعاش جوق در جوق دونوں مکانوں پر حملہ آور ہوئے اور اُن کو تہ تیغ کر کے لاشیں ان کی گھسیٹ کر کوتوالی میں ڈالدیں۔ اور امان علی کے تہ خانے کو جس میں یہ لوگ چھپے تھے جلا کر خاک کر دیا، اُسی دن مسٹر امپل مع والدہ اور بیوی اور دو بچوں کے شام کے وقت کوتوالی کے روبرو قتل کیے گئے اور اکثر عیسائیان کم رتبہ کو جہاں دیکھا مار ڈالا۔ پیرسن صاحب میجر رجمنٹ 18 نینی تال کو جاتے تھے کہ راستہ بھول کر پیلی بھیت کی سڑک پر چلے گئے۔ موضع مٹیا پرگنہ نواب گنج میں گاؤں والوں نے ان کو قتل کیا۔ البتہ گون صاحب کپتان رجمنٹ 18 اپنی پلٹن کے سپاہیوں کی مدد سے چھاؤنی سے نکل گئے، اور کھیرا بجھیرا ضلع شاہ جہانپور میں جا چھپے اور بچ گئے۔ جس وقت باغیوں نے جیل خانہ توڑنے کا ارادہ کیا تو ڈاکٹر ہنس برو صاحب نے حتی المقدور باز رکھنا چاہا، جس قدر چھپر وہاں موجود تھے

باغیوں نے ان کو دروازے کے متّصل رکھ کر آگ دیدی جب کہ دروازہ جلنے لگا، اور ڈاکٹر کو معلوم ہو گیا کہ جیل خانے کے سارے سپاہی بھی باغیوں کے طرفدار ہیں تو مجبور ہو کر بالائی دروازہ سے اتر کر جیل خانے کے اندر جا چھپے۔ دوسرے روز باغی لوگ جیل خانہ لوٹنے لگے تو ڈاکٹر کو بھی پکڑ لائے اور کوتوالی کے سامنے ان کو قتل کیا۔"

"اس کے بعد خان بہادر خان نے فوج بھرتی کرنا، توپیں ڈھلوانا شروع کیا، اور جابجا تھانے اور تحصیلیں مقرر کیں۔ لیکن اس وقت روپیہ کہاں تھا جو نوابی ٹھاٹ درست کیے جاتے، اس لیے متمول باشندگان شہر پر تحصیل زر کے واسطے بلا نازل ہوئی۔ اُن کو قید کر کے روپیہ وصول کرتے تھے، اہل رام پور غول کے غول جاتے اور نوکر ہوتے۔ فوج باغی نے بھی شہر والوں پر بہت دست درازی کی، مصر بیجناتھ ساہوکار کنھیا لال خزانچی کو بخت خان نے پکڑ کر قید کیا۔ دونوں شخصوں نے باون ہزار روپے دیکر مخلصی پائی۔"

"رام پور میں اسی روز حالات غدر کی اطلاع شیخ وجیہ الزمان خان سفیر ریاست خلف شیخ محمد منعم الزمان خان متوطن قصبۂ فرخ آباد عرف چلاوان ضلع بجنور صوبۂ اودھ کی تحریر سے ہوئی۔ نواب صاحب نے بنظر خیر خواہی و ہمدردی برٹش حکومت علی الصباح یکم جون 1857ء کو اپنا ایک معتمد آدمی جج صاحب و کلکٹر مراد آباد کے پاس روانہ کیا، تاکہ جمیع صاحبان موجودہ مراد آباد اپنی جانوں کی حفاظت بخوبی کر لیں۔"

"بریلی کے حالات سن کر مراد آباد کے اکثر انگریز نینی تال اور میرٹھ چل دیے اور کچھ افسر مراد آباد ہی میں مقیم رہے، جس وقت بریلی کی بغاوت کی خبر مراد آباد میں عام ہوئی اس وقت 29 نمبر پلٹن با وجود چند خیر خواہیوں کے خود داری نا کر سکی، اور 3 جون کو کھلم کھلا فساد شروع کیا، خزانہ لوٹ لیا، جیل خانہ توڑ دیا، اور اپنے افسروں پر تلواریں علم کیں۔ جب انگریز مراد آباد سے بھاگ کر میرٹھ اور نینی تال کو چلے گئے تو مجو خان ہندوستانی انیسویں باغی پلٹن کا افسر بنایا گیا اور اسد علی خان، عباس علی خان کا باپ ہندی توپخانے کا افسر مقرر ہوا۔"

"ان دونوں مقامات کی تباہی اور انگریزوں کی بربادی کا نواب سید یوسف علی خان کو سخت رنج و افسوس ہوا، نواب صاحب کے بہت سے انگریز دوست تھے جو مارے گئے اور تباہ ہوئے۔ لیکن یہ موقع نہایت خوفناک تھا، مختلف مقامات کے مفسدوں کے آنے سے یہاں بھی عام خیالات فساد کی طرف مستحیل ہو چلے تھے اور اکثر لوگ مفسدہ پردازی کے ذریعے ڈھونڈھتے تھے۔ اگر نواب صاحب کی بیدار مغزی میں کچھ بھی کمی ہوتی تو فساد کی صورت قائم ہو گئی تھی۔"

(اخبار الصنادید، ج:2ص8،337)

رام پور کے نواب یوسف علی خاں نے مجاہدین کی سرگرمیوں کو کچلنے اور انگریزوں کی حمایت میں مراد آباد کو اپنے ماتحت حکومت میں شامل کر لیا، اور مجاہدین کو بزور طاقت کچل دیا گیا، حکیم نجم الغنی خاں رام پوری نے نواب خان بہادر خان بریلوی پر جو الزامات لگائے ہیں وہ سب طرفداریِ انگریزی حکام میں لگائے ہیں، جب کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ مزید حالات انہی کے مؤرخ حکیم نجم الغنی خاں نے اس طرح کہانی بیان کی ہے، رقم طراز ہیں:

"نواب صاحب کو واقعۂ بریلی اور مراد آباد کے بعد فوراً یہ خیال ہوا کہ مفسدوں کی دلیری اور شورش زور پر ہے، اگر ان کو ان اضلاع میں زیادہ موقع دست برد کا ملا تو انتظام میں دقتیں واقع ہوں گی، اور پھر جب یہ حالت ترقی کرے گی تو ریاست کو بھی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اس لیے ایک معتمد کو مع ایک تحریر و چند پیغامات زبانی کے کمشنر صاحب بریلی کے پاس نینی تال کو روانہ کیا، اس تحریر کا یہ مطلب تھا کہ فی الحال عموماً رعایا کے خیالات میں فساد پیدا ہو گیا ہے اور اسکی کوئی انتہا بھی مقرر کرنا محال ہے، لیکن اضلاع مراد آباد و بریلی میں ابھی دست درازی شروع ہوئی ہے، تھوڑے زمانے تک انکو کسی جانب سے مدد ملنے میں بھی تامل ہے، یہ موقع بہت مناسب ہے کہ اگر آپ منظور کریں تو ہم روہیل کھنڈ میں حکومت قائم رکھیں، کیونکہ جب انکو تقویت کامل ہو جائیگی تو پھر اجرائے حکومت میں مدتوں مشکلیں واقع ہونگی اور ریاست کو خطروں میں مبتلا ہونا پڑے گا۔"

"ہنوز جواب تحریر نینی تال سے نہیں آیا تھا کہ نواب سید یوسف علی خان بہادر نے بحسن اعتماد اجازت ملنے کے جو مصلحت ملکی کے لحاظ سے ایک ضروری بات تھی 4 جون 1857ء کو کہ اس وقت باغیوں کی قوت بڑھ چکی تھی، اور اکثر مفسد گروہ اطراف و جوانب سے آکر مقیم ہو گئے تھے اور خزانے پر قبضہ کر لیا تھا اور جیل کو توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا تھا، صاحبزادہ سید عبد العلی خان عرف منجھلے صاحب اپنے حقیقی چچا کو مع ایک عمدہ فوج کے اور حکیم سعادت علی خان کو بطور منتظم مراد

آباد روانہ کیا، راہ میں حکیم سعادت علی خان کو معلوم ہوا کہ صاحبزادہ سید باقر علی خان برادر صاحبزادہ سید مہدی علی خان قریب سو سوا سو آدمیوں کے ساتھ بخیال حصول حکومت مراد آباد جاتے ہیں۔ حکیم صاحب نے بہت عجلت سے پیش قدمی کی اور ان سے قبل مرادآباد پہنچ کر رام گنگا کے گھاٹوں کا بندوبست کر لیا۔ اس لیے سید باقر علی خان بلا حصول مطلب پریشانی کے ساتھ رام پور واپس آئے۔ اسی روز آدھی رات کو حکیم سعادت علی خان کچھ ملازموں کے ساتھ آگے سے داخل مراد آباد ہوئے اور جیل خانے کا ملاحظہ کیا۔ سید موسی رضا جیلر کی بہت تسلی کی اور کہا کہ: صبح کے قریب منجھلے صاحب آئیں گے میں بھی اُن کے ساتھ ہوں گا، تم اطمینان رکھو انتظام بخوبی کیا جائے گا۔ چنانچہ صاحبزادہ سید عبدالعلی خان و حکیم سعادت علی خان مع فوج و توپخانہ شائستہ کے مراد آباد پہونچے۔ وہاں دیکھا کہ مجد الدین احمد خان عرف مجو خان اولاد نواب عظمت اللہ خان فاروقی اور عباس علی خان نبیرۂ نواب دوندے خان نے اپنے آپ کو حاکم قرار دیا ہے، اور اُن دونوں میں بابت ریاست قدرے تنازع بھی ہوا تھا اور اُن کے ملازمین انتظام شہر میں مصروف ہیں۔ اُس وقت حکمت عملی اور فوج کی شان و شوکت کے ذریعہ سے اُن کو حکومت شہر سے خارج کیا، اور منادی کرائی گئی کہ حکومت شاہی اور انتظام ضلع نواب صاحب رام پور کے متعلق ہے اور تمام کچہریوں کے ملازموں کو بدستور اپنی اپنی جگہ کام کرنے کی اجازت ہے، اگرچہ اُن سے کوئی قصور بھی سرزد ہوا ہو، اس کا کچھ مواخذہ نہیں۔ اس منادی کو سن کر تمام انگریزی ملازم سید عبدالعلی خان کے دربار میں نذر کے واسطے حاضر ہوئے۔ چونکہ فوج باغی اور دوسرے مفسدوں کا جماؤ بہت زیادہ تھا، اس لیے بعض لوگوں کے ساتھ حسب صلاح وقت تالیف اور تنبیہ سے کام لیا، اور سرکار رام پور کی حکومت بالاستقلال تمام شہر اور بعض اطراف میں قائم کی، شیخ امام الدین کوتوال فرار ہو گیا تھا، اس کی جگہ سید موسی رضا کو کوتوال اور سید غلام شبیر پسر سید موسیٰ رضا کو جیلر مقرر کیا، اور جتنے ملازمان سابق موجود تھے بدستور قائم رکھے۔ صرف محمد مرزا ساکن مراد آباد محلۂ سبز منڈی کو تھانہ دار موضع بھجوی کا کیا، کچھ زن و مرد اور یورپین بچے مجو خان کے پاس قید تھے اور ان کے ساتھ بہت سختی اور بے رحمی کا برتاؤ ہوتا تھا۔ ان کو بھی اپنی حفاظت میں لے کر کانمل والے مکان میں نہایت آسائش سے رکھا۔ ''تاریخ خورشید جاہی'' کے ص: 693 میں مذکور ہے کہ: نواب صاحب کی طرف سے اُن کی حفاظت کے واسطے ایک پہرہ مقرر ہو گیا، اور ہر آدمی کی خوراک کے لیے پانچ روپیے ماہوار مقرر کر دیے گئے، انتہی کلام میرے نزدیک پانچ روپیے ماہوار غلط ہے پانچ روپیے روز ہونگے۔''

''6 جون کو نواب صاحب کا معتمد کمشنر کی ایک تحریر مورخہ 4 جون اور چند خفیہ پیام لے کر رام پور پہنچا، اس تحریر میں صرف اضلاع مراد آباد پر حکومت رکھنے کی اجازت تھی۔ لہٰذا جو کچھ انتظامات پیشتر کیے گئے تھے اُن کی حالت بدستور رہی۔ 6 جون کو نواب صاحب خود رام پور سے مراد آباد کو گئے، ایک افسر 29 نمبر پلٹن کا اُن کے استقبال کے واسطے رام پور آیا اور ان کو اپنے ہمراہ مراد آباد کو لے گیا۔ نواب صاحب کے پہونچتے ہی توپوں کی سلامی سر ہوئی۔ نواب صاحب نے دربار کر کے تمام افسروں کو دوشالے انعام میں دیے اور دو ہزار روپیہ باغی سپاہیوں پر تقسیم کرایا۔ یہ دربار نواب صاحب کی کوٹھی پر گھوڑ دوڑ کے میدان کے پاس قائم ہوا تھا، اس دربار میں مجو خان کو ضلع کا ناظم اور حکیم سعادت علی خان کو جج مقرر کیا گیا۔ نیاز علی خان ڈپٹی کلکٹر کیے گئے باقی اور ماتحت افسران کے ہاتھ کے نیچے مامور ہوئے۔ قرآن شریف کے بموجب انصاف ہونے لگا۔ نیاز علی خان نے چند آدمیوں کے ہاتھ وغیرہ کاٹنے کی سزا بھی دی۔ نواب صاحب نے سادات اور شرفائے امروہہ کو طلب کیا تو وہ بھی نواب صاحب کے دربار میں حاضر ہوئے اور تا حصول رخصت وہیں مقیم رہے، بعد اسکے نواب صاحب رام پور چلے آئے۔'' (اخبار الصنادید، ج:2 ص2، 441)

بریلی کے نواب خان بہادر خان نے انگریزوں سے خوب نبرد آزمائی کی مگر بیچ میں نواب یوسف علی خاں کی وجہ سے کمزور پڑ گئے، انگریزوں کو محفوظ نینی تال بھیج دیا، ان کے خرچہ کے لیے روپیہ بھیجا، رام پور پر قبضہ کے لیے جنرل بخت خان اور خان بہادر خان کے منصوبہ کو بھانپتے ہوئے نواب یوسف علی نے اپنی حفاظت کی، بقول حکیم نجم الغنی خاں رام پوری:

''بریلی کی باغی فوج صرف اس وجہ سے بریلی میں چندے مقیم رہی کہ شاہ جہانپور کی فوج بھی آجائے اور اس کو ساتھ لے کر دہلی کی جانب کوچ کرے، جس وقت خان بہادر خان کو مراد آباد پر ریاست

رام پور کے قبضے کا حال معلوم ہوا اُس وقت تشویش ہوئی کہ مبادا اسی طرح پر بریلی میں بھی ریاست کی طرف سے دست اندازی ہو، اس کے دفعیہ کی یہ تدبیر نکالی کہ تمام باغی فوج موجودۂ بریلی کو اس امر پر آمادہ کرنا شروع کیا کہ وہ ریاست پر یورش کرے، اور اُن لوگوں کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ نواب سید یوسف علی خان بالکل انگریزوں کے طرفدار ہیں، اور رات دن اس فکر میں رہتے ہیں کہ تم کو دہلی جانے سے روکیں اور بشرط حصول موقع تم کو قتل و غارت کریں۔ اگر ریاست رام پور کا قدم درمیان میں نہ ہو تو انگریزوں کا اس طرف کہیں نام و نشان باقی نہ رہے۔ لیکن نواب صاحب برابر روپیہ اور سامان ضروری سے اُن کی پوری مدد کرتے ہیں، اس لیے بہتر ہے کہ پہلے اس کانٹے کو راہ سے دور کرو اور پھر بدل جمعی تمام روہیل کھنڈ پر حکومت اور شاہ دہلی کی حمایت کرو۔ اس وقت موقع بھی اچھا ہے کیونکہ ریاست میں نہ تمھارے مقابلے کی فوج ہے اور نہ سامان جنگ۔ زر نقد اور سامان اپنے قبضے میں لاؤ، اور شمسۂ تاجدار بیگم بنت نواب سید احمد علی خان کو جو سب طرح مستحق ریاست ہیں وہاں کا حکمران جائز بنادو۔ اگر رام پور میں تمھاری حکومت قائم ہوگئی تو پھر نینی تال والوں کی سزا دہی کوئی مشکل کام نہیں ہے، بلکہ میرٹھ تک کوئی تمھارا سد راہ نہیں ہو سکتا ادھر دہلی کی راہ میں بہت سے خطرے ہیں، وہ بھی جاتے رہیں گے۔"

"ان سب مراتب پر تمام باغی بھی متفق ہو گئے اور خیر خواہان ریاست نے بریلی سے ان تمام کارروائیوں کی اطلاع بھی کر دی، جس کی وجہ سے ایک تشویش کا عالم طاری ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ اگر ریاست کا قدم درمیان میں نہ ہوتا تو روہیل کھنڈ میں انگریزوں کو کسی جگہ پناہ ملنا محال تھا۔ اور دوبارہ حکومت نہایت دقتوں سے قائم ہوتی۔ جس وقت باغی فوج شاہجہانپور اور لکھنؤ وغیرہ سے بریلی میں پہونچی، اس وقت سب نے متفق ہو کر بقصد دہلی رام پور کی جانب کوچ کیا، گو اصلی مقصود دہلی جانا تھا مگر ضمن میں ریاست کی پامالی بھی منظور تھی، اس کوچ کا حال سن کر نواب صاحب نے اپنی تمام طاقت کو جمع کرنا مناسب سمجھا اور کل فوج و معتمدین جو مراد آباد میں قریب چھ سو کے تھے واپس طلب کیے، چنانچہ سید عبد العلی خان 8 جون کو اپنی فوج لے کر رام پور کو روانہ ہو گئے، اس لیے کہ رام پور کے بعض باشندے بھی بر سر شورش اور ہنگامہ پسند طبیعتیں موقع فساد کی منتظر تھیں، گو یہاں قریب بارہ تیرہ ہزار کے قدیم و جدید فوج تھی لیکن اس زمانے میں کسی شخص کی نسبت اعتماد کلی نہیں ہو سکتا تھا، اور نہ اس جنگ آزمودہ فوج کے مقابلے کا یہاں سامان تھا حسب رائے صاحب کمشنر بہادر بنظر تالیف مناسب معلوم ہوا کہ باغی فوج کے واسطے چیز ے بچیزے سامان رسد کیا جائے۔ چنانچہ ریاست کی حدود میں اس کو کسی قدر رسد بھی دی گئی۔ 9 جون کو فوج باغی بیرون شہر گنیش گھاٹ پر ٹھہری، جب کہ یہ کثیر التعداد باغی جماعت یہاں آگئی تو اس نے اس امر کی خواہش کی کہ "نواب صاحب اگر بذات خاص شریک نہ ہو سکیں تو اپنی فوج سے ہمکو مدد دیں تا کہ ہم نینی تال کے انگریزوں کا قلع و قمع کریں، اور ولی عہد بہادر (نواب سید کلب علی خان) کو ہمارے ساتھ ملازمت شاہ دہلی کے لیے روانہ کریں، اگر نواب صاحب ہماری ان باتوں کو قبول کریں گے تو ہم بے شک یقین کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے اور عام مسلمانوں کے دوست ہیں۔"

"اس خاص معاملے میں سرفراز علی کی معرفت جو مولوی مشہور اور فوج باغی کا مقتدا تھا بہت گفتگو ہوئی، لیکن مفسد اپنی بات پر بار بار زور دیتے تھے، آخر کار مولوی سرفراز علی کو قریب چھ سات ہزار کے روپیہ اور سامان تالیف کے لیے دیا گیا، اور ان کے اصرار کو بلطائف الحیل ٹالا۔ مگر وہ آخر تک یہی بات کہتے رہے کہ: ہم یہ مراتب بنظر خیر خواہی کہتے ہیں، کیونکہ نواب صاحب ایک قدیمی رئیس اور مسلمانوں کے حاکم ہیں۔ شہر کے مفسدوں نے یہ طرز اختیار کی کہ رات دن فوج باغی میں جا کر طرح طرح کی باتیں بناتے اور اُس کو فساد پر آمادہ کرتے تھے، یہ حال سن کر نواب صاحب نے حکم عام دیا کہ: کوئی شخص ہمارے متوسلین اور شہر کے باشندوں میں سے وہاں نہ جانے پائے۔ لیکن مفسدوں نے اس حکم کی بھی بخت خان سے شکایت کی اور اس نے نواب صاحب سے اس امر کا گلہ کیا، بہر حال 13 جون کو یہ باغی فوج مراد آباد کی طرف چلی گئی۔ اگر مفسدوں کا منصوبہ پورا پڑ جاتا تو اس موقع پر ریاست بھی ایک آتش بازی کا میدان ہو جاتی۔"

(اخبار الصنادید، ج:2ص6، 445)-------(جاری)

ذکرِ جمیل

خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مفتی محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

نام و نسب: حضرتِ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا شہنشاہِ کونین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں ،آپ کا نام ''فاطمہ'' ، لقب ''زہراء'' اور بتول ہے اور۔ کنیت ام ابیہا، ام الحسنین ہے۔

وجہ تسمیہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّمَا سُمِّیَتْ فَاطِمَۃُ لِاَنَّ اللہَ فَطَمَھَا وَمُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ

ترجمہ: اس (یعنی میری بیٹی) کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے محبین کو دوزخ سے آزاد کیا ہے۔

آپ کا سلسلۂ نسب کچھ اس طرح ہے:

والد کی طرف سے سلسلۂ نسب یہ ہے: سیدہ فاطمہ بنت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ، بن عبد المطلب، بن ہاشم۔

والدہ کی طرف سے نسب نامہ یہ ہے: سیدہ فاطمہ بنت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔

بچپن کے حالات: سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا نے کاشانہ نبوت میں آنکھ کھولی اور مربی کائنات حضور نبی کریم صلیٰ اللہ تعالی علیہ وسلم کے دامن کرم سے تربیت پائی والدہ ماجدہ سیّدہ خدیجہ کبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اپنی لاڈلے بیٹی کی پروش اور تربیت میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی لیکن حضرت خدیجہ زیادہ دنوں تک آپ کے ساتھ بقید حیات نہ رہیں کم سنی ہی حضرت خاتون جنت کے سر سے والدہ ماجدہ کا سایہ اٹھ گیا آپ کا بچپن بڑی مشقتوں میں گزرا، وہ تمام اذیتیں جو کفار مکہ نے رسول کریم علیہ السلام کو پہنچائیں سیدہ کائنات کو بھی ان کا سامنا کرنا پڑا تین سال تک شعب ابی طالب میں قید و بند کی صعوبتیں نبی کریم صلیٰ اللہ تعالی علیہ وسلم اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ برداشت کیں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکلیف دیکھ بے چین ہو جایا کرتی تھیں ایک مرتبہ اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آنکھیں اشکبار ہو گئیں سرکار نے اپنی بیٹی سے اس کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میں کیوں نہ اشک بہاؤں؟ کفار قریش کا ایک گروہ حجر اسود کے پاس لات و عزیٰ اور منات کی اس بات پر قسم کھا رہا ہے کہ آپ کو دیکھ لیا تو وہ آپ کو شہید کر دیں گے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی میرے پاس وضو کا برتن لاؤ پھر آپ نے وضو کیا اور مسجد کی طرف تشریف لائے کفار نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ یہ رہے وہ، پھر سب کی نظریں جھکی رہ گئیں سرکار دوعالم نے ایک مٹھی کنکری ہاتھ میں اٹھائی اور ان کے چہروں پر مار کر فرمایا شاھت الوجوہ یعنی ان کے چہرے بگڑ جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس آدمی کو بھی وہ کنکری لگی بدر کے دن کفر کی حالت میں جہنم رسید ہوا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحن کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے، وہاں خاندانِ قریش کے کچھ افراد بھی موجود تھے۔ ان سے ابو جہل نے کہا کہ کون ہے جو فلاں قبیلے کے ذبح کیے ہوئے اونٹ کا گوبر، خون اور بچہ دانی لائے اور اسے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کندھوں پر ڈال دے۔ پھر ایک بد بخت وہ ساری چیزیں لا کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کندھے مبارک پر ڈال، دیں اس وجہ سے سرکار دیر تک سجدے میں ٹھہرے رہے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار ٹھٹھا کر رہے تھے کسی نے یہ خبر سیدہ فاطمہ تک پہنچائی تو آپ تشریف لائیں اور کفار کو برا بھلا کہہ کر سرکار کے جسم اطہر سے غلاظت دور فرمائی۔ پھر سرکار نے نماز سے فراغت کے بعد تین مرتبہ ان کے خلاف یہ دعا کی:

اللھم علیك بقریش۔ اے اللہ تو قریش کی گرفت فرما۔

اس بعد آپ نے کچھ مخصوص کافروں مثلا ابو جہل، عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف کے خلاف دعا فرمائی۔

راوی حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ بخدا میں نے بدر کے موقع پر ان تمام کفار کو خاک و خون میں تڑپتا دیکھا جن کے خلاف رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔

حضرت ابو سفیان کا حضرت فاطمہ سے حسن سلوک:

رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عداوت کی بنیاد پر پر کفار

دیگر مسلمانوں اور خاندان نبوت کے افراد کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے اور انھیں بھی تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے۔ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی کفار کی سختیوں اور بہت سے نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ چناں چہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن ابوجہل نے سیدہ فاطمہ کے مقدس چہرے پر تھپڑ مارنے کی جسارت کی۔ آپ اس کی شکایت لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ ماجرا ابوسفیان سے بتاؤ پھر سیدہ کائنات ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئیں اور انھیں سارا واقعہ سنایا حضرت ابوسفیان آپ کو ابوجہل کے پاس لے گئے اور آپ سے کہا کہ آپ بھی ایسے ہی ابوجہل کو تھپڑ رسید کیجیے جس طرح اس نے آپ کو مارا ہے تو سیدہ نے ابوجہل کو زوردار تھپڑ رسید کیا اور واپس جاکر سارا قصہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں نے بیان کردیا یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر رب العالمین کی بارگاہ میں عرض کیا: اللهم لا تنسها لأبي سفيان . اے اللہ ابوسفیان کو محروم نہ کرنا۔ دعاے رسول کی برکت سے حضرت ابوسفیان فتح مکہ کے موقع سے مشرف بہ اسلام ہوئے راویِ حدیث فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ ابو سفیان کا مسلمان ہونا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے۔

ہجرت مدینہ: جب کفار مکہ کی سختیوں اور ظلم وستم میں اضافہ ہوتا گیا تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دے دیا کچھ عرصہ بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدیق اکبر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر اقامت گزیں ہوئے۔ آپ نے بعض صحابہ کرام کو مکہ روانہ کیا تاکہ یہ حضرات مکہ شریف سے کچھ ضرورت کے سامان اور سرکار کے اہل بیت کو مدینہ منورہ لائیں۔

سرکار کا حکم سن کر صحابہ کرام مکہ گئے، آپ کے اہل میں سے حضرت سودہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ کو ساتھ لیا جب وہ حضرات اونٹ پر سوار ہوئے تو دشمن اسلام حویرث بن نقید نے نیزے سے ڈرایا تو اس صدمے سے سرکار کی شہزادیاں زمین پر تشریف لائیں پھر مدینہ طیبہ کی طرف کوچ کیا۔ مدینہ پہنچنے کے بعد حضرت فاطمہ اور دیگر افراد اہل بیت حضرت حارثہ بن نعمان کے مہمان ہوئے۔

حضرت فاطمہ زہرا کا نکاح: آپ کی عمر شریف پندرہ برس کی ہوئی تو نبی کریم صلیٰ اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں اشراف قریش سے حضرت فاطمہ کے لیے کئی رشتے آئے انھیں میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لیے خواستگاری کی تو دونوں کو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ مجھے اس سلسلے میں وحیِ الٰہی کا انتظار ہے۔ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت سعد بن معاذ نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس سلسلے میں حضرت علی سے بات کی جائے اگر وہ تنگ دستی کی وجہ سے انکار کریں تو پھر ان کی مدد کی جائے اس مشورے کے بعد یہ تینوں بزرگ حضرت علی کی تلاش میں مسجد نبوی کی طرف نکلے وہاں حضرت علی سے ملاقات نہ ہوئی پھر ایک انصاری صحابی کے باغ میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت علی اس باغ میں اونٹ کے ذریعے پانی نکال رہے ہیں حضرت علی نے ان حضرات سے خیریت پوچھی تو حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ اے علی معززین قریش نے سرکار کی بارگاہ میں حضرت فاطمہ کا رشتہ بھیجا ہے لیکن سرکار نے کسی کو منظور نہ کیا آپ اس سلسلے میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بات کریں۔

یہ سن کر حضرت علی کی آنکھ بھیگ گئیں اور اس کے بعد فرمایا کہ چھ عرصہ بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی خواہش کا اظہار کیا تو حضور نے مرحبا کہتے ہوئے یہ رشتہ منظور فرمایا۔ ام المومنین سیدہ امِ سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور کا چہرۂ انور خوشی سے کھل اٹھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ میرے پاس مہر کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بتاؤ تمھارے پاس کیا کیا سامان ہیں؟ عرض کیا ایک زرہ اور ایک گھوڑا، آپ نے زرہ بیچنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ گھوڑا تمھارے جہاد میں کام آنے والی چیز ہے اسے اپنے پاس رکھو۔ زرہ حضرت عثمان غنی نے چار سو اسی درم میں خرید لی اور قیمت ادا کرنے کے بعد وہ زرہ بھی انھیں واپس کردی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوری رقم لا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردی۔ آپ نے اس رقم سے ایک مٹھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس لیے دیا کہ وہ فاطمہ کے لیے خوشبو کا انتظام کریں۔ اور باقی رقم حضرت ام سلمہ کو دے کر فرمایا کہ اس سے فاطمہ کے لیے جہیز یعنی خانہ داری کے سامان تیار کردو۔ شہزادیِ رسول فاطمہ زہرا کو جو سامان دیے گئے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

ایک پلنگ۔ کتان کے دو گدے۔ دو دھاری دار چادریں۔ ایک تکیہ، چاندی کے دو بازو بند۔ پانی بھرنے کی ایک مشک، مٹی کے دو گھڑے۔ ان کے علاوہ اور کچھ دوسری چیزیں بھی شامل تھیں۔ آپ نے

مہاجرین وانصار کے شرفا اور رؤسا کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتھ کر دیا۔ مہر چاندی کے چار سو درم مقرر ہوئے ۔جو حساباً ڈیڑھ سو تولہ ہوتے ہیں۔ نکاح سے پہلے رسول کریم ﷺ نے خود حضرت فاطمہ سے اجازت لی۔ یعنی پوچھا تھا کہ تمھارا نکاح علی سے کر دیں؟ تو وہ خاموش رہیں۔ ان کی یہی خاموشی اجازت ہوگئی۔ جیسا کہ حکم ہے کہ ولی اقرب کے اجازت لینے کے وقت کنواری لڑکی کا سکوت، اجازت ہے۔ آپ نے بعد نکاح چھوہاروں کا ایک طبق منگوایا اور حکم دیا کہ لوٹ لو۔

حصن حصین میں ہے کہ نکاح کے بعد بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے رخصت کر دیا۔ آپ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ پہلے حضرت فاطمہ سے پانی منگوایا۔ وہ ایک قاب میں پانی بھر لائیں۔ آپ نے اس پانی میں کلی ڈالی، پھر حضرت فاطمہ سے کہا کہ آگے آؤ۔ وہ آگے آئیں۔ آپ نے ان کے سر اور سینے پر پانی چھڑکا۔ پھر کہا کہ پیٹھ پھیرو۔ انھوں نے پیٹھ پھیری۔ آپ نے پانی ان کی پیٹھ پر چھڑکا۔ اور یہ دعا فرمائی: ”اے اللہ میں فاطمہ اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔“

آپ نے پھر پانی طلب کیا حضرت علی کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ اب مجھے حکم ہے۔ میں قاب میں پانی لایا۔ آپ نے پانی میں کلی ڈالی، پہلے سر اور سینے پر پھر دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا۔ اس وقت بھی آپ نے وہی دعا فرمائی جو حضرت فاطمہ کے لیے کی تھی۔ نکاح کی وقت آپ نے دونوں کے لیے برکت و سعادت کی دعا فرمائی اور ان سے بکثرت نیک اور صالح اولاد ہونے کی دعا فرمائی۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں:

”اللہ تعالیٰ تم دونوں کو بحسن و خوبی اکٹھا رکھے۔ تمھارا نصیبہ دو بالا کرے۔ تم پر برکت نازل کرے۔ اور تم سے بہت ساری طیب اور پاکیزہ اولاد پیدا کرے۔“

اولاد: آپ کے 3 بیٹے حسن، حسین، محسن اور 3 بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم تھیں، ان میں حضرت محسن اور رقیہ کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت فاطمہ سے محبت:

نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی لختِ جگر سے بہت محبت و شفقت کا معاملہ فرماتے اور ان کو اپنی نشست پر بٹھاتے۔ نیز آپ سفر سے واپسی پر سب سے پہلے بی بی فاطمہ کے ہاں تشریف لاتے۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو چیز اسے بُری لگے وہ مجھے بُری لگتی ہے اور جو چیز اسے ایذا دے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

امہات المؤمنین سے محبّت: ازواجِ مطہرات سے سیدہ فاطمہ کا تعلق نہایت محبت بھرا تھا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے سوال کیا: حضور کو کون زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا: فاطمہ، پوچھا مَردوں میں؟ فرمایا: ان کے شوہر۔ مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ یہاں فرماتے ہیں: یہ ہے حضرتِ عائشہ صِدیقہ کی حق گوئی کہ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ حضور کو سب سے زیادہ پیاری میں تھی اور میرے بعد میرے والد بلکہ جو آپ کے علم میں حق تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اگر یہ ہی سوال حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوتا تو آپ فرماتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیاری جنابِ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں پھر ان کے والد۔ معلوم ہوا کہ ان کے دل بالکل پاک و صاف تھے۔ افسوس ان لوگوں پر ہے جو ان حضرات کو ایک دوسرے کا دشمن کہتے ہیں۔

وصالِ پُرملال: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خدمتِ رسول میں حاضر ہوئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کان میں کچھ باتیں کیں، سن کر وہ خوب روئیں۔ پھر دوبارہ آپ نے کان میں کچھ باتیں کہیں، اب حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں۔ میں نے بی بی فاطمہ سے سرگوشیوں کا حال دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہ کروں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں نے بی بی فاطمہ سے پھر پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ اب بتانے میں کوئی حرج نہیں۔ انھوں نے کہا کہ پہلی سرگوشی میں آپ نے یہ کہا تھا کہ جبرئیل ہر سال رمضان میں ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ لیکن امسال دو بار دور کیا۔ اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔ تو اے بیٹی فاطمہ خدا سے ڈرتی رہنا اور صبر کا دامن تھامے رہنا۔ تمھارا بزرگ باپ تم سے پہلے جا رہا ہے۔ اس پر میں رونے لگی۔ پھر آپ نے میرے کان میں یہ بات کہی کہ اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ یعنی تمھاری وفات میری وفات کے بعد سارے اہل بیت سے پہلے ہوگی۔ یہ سن کر میں بہت خوش ہوئی اور ہنسنے لگی۔

آپ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد حضور کی یاد اور فراق میں بے چین رہتیں، آخر کار حضور کی وفات کے 6 ماہ بعد 3 رمضان المبارک کو آپ اس جہاں سے رخصت ہوگئیں۔ صحیح قول کے مطابق اسلام کے پہلے خلیفہ، امیر المؤمنین حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہُ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کا مزارِ پُرانوار بقیع شریف میں ہے۔

(مستدرک للحاکم، مشکات، مرآۃ المناجیح، تواریخ حبیب الہ وغیرہ) ■

چراغِ عجم

امریکی خواتین کا قبولِ اسلام

محمد ریاض

اسرائیل فلسطین جنگ میں فلسطینیوں کی قربانیوں، اسرائیل کی درندگی، وحشیانہ فضائی حملوں، ہزاروں کی تعداد میں فلسطینی بچوں کی شہادتوں اور غزہ کو ملبہ کے ڈھیر میں تبدیل کیے جانے کے باوجود فلسطینیوں کے صبر و شکر نے ایک دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ آخر اس قدر تباہی و بربادی، اپنے عزیز و رشتہ داروں کی شہادت، پانی، بجلی، فیول اور خوراک سے محرومی کے باوجود فلسطینی اپنے رب کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ صابر و شاکر بن کر ابھر رہے ہیں۔ ان کے لبوں پر اپنے رب سے کوئی شکایت نہیں۔ ان کے اس عزم و استقلال کی کیا وجوہات ہیں۔ اس ضمن میں لوگوں نے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کر دیا۔

ایسے ہی لوگوں میں شکاگو میں رہنے والی 34 سالہ میگن بی رائس بھی شامل ہیں۔ انھیں مطالعہ کا بہت شوق ہے۔ اب اس نے اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ کو غزہ میں انسانی بحران سے متعلق بات کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ حال ہی میں دیے گئے اپنے ایک انٹرویو میں اس نے کچھ یوں کہا:

"میں فلسطینیوں کے ایمان و عقیدہ کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ ان کا ایمان ان کا عقیدہ بہت مضبوط ہے اور لاکھ تباہی و بربادی، زبردست جانی و مالی نقصانات، رنج و الم، شدید مشکلات و مصائب میں بھی وہ اپنے رب ذوالجلال کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان سے سب کچھ چھین لیے جانے پر بھی ان کی زبان سے جو الفاظ ادا ہوتے ہیں وہ اپنے رب کے حضور شکر کے ہوتے ہیں۔"

اگرچہ بعض مسلم فالوورس یہ کہتے ہیں کہ شاید میگن دین اسلام کی مقدس کتاب قرآن مجید کے مطالعہ میں دلچسپی رکھتی ہو، یہی وجہ ہے کہ اس نے "ورلڈ ریلیجن بک کلب" کا اہتمام کیا جہاں تمام مذہبی پس منظر کے حامل لوگ اس کے ساتھ قرآن کریم کا مطالعہ کر سکیں۔

ویسے بھی قرآن مجید کا یہ معجزہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں، اللہ عزوجل ان کے اذہان و قلوب کو نور ایمان سے منور کر دیتا ہے۔ چنانچہ میگن نے قرآن مجید کے مطالعہ شروع کرنے کے اندرون ماہ کلمہ شہادت پڑھ کر دامن اسلام میں پناہ لے لی۔ اب وہ نہ صرف حجاب کا اہتمام کرتی ہے بلکہ اسلامی تعلیمات پر چلنے کی پوری پوری کوشش بھی کرتی ہے۔

دی گارجین اور ڈیلی آن لائن میں شائع رپورٹس میں واضح طور پر کئی خواتین کے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے اور دین اسلام قبول کرنے سے متعلق واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے سطور بالا میں رائس کی کہانی پڑھی ہے۔ اس معاملہ میں صرف رائس ہی واحد خاتون نہیں ہے بلکہ ایسی بے شمار خواتین ہیں جو اسرائیل کی درندگی اور فلسطینیوں کے جذبۂ شہادت ان کے صبر و شکر کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئی ہیں کہ ان لوگوں نے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا اور پھر خود کو دین اسلام میں ڈھال لیا۔ یہ خواتین اب باقاعدہ حجاب کرتی ہیں اور دوسروں کو بھی یہ بتاتی ہیں کہ اسرائیل کس طرح فلسطینیوں پر ظلم کر رہا ہے۔ اپنی تمام تر طاقت جھونک کر فلسطینیوں کی زندگیوں کو اس نے اجیرن کر رکھا ہے۔

اگرچہ ٹک ٹاک کو معاشرہ میں فحش کاموں کی گندگی پھیلانے والا پلیٹ فارم کہا جاتا ہے لیکن اس پلیٹ فارم کو اللہ رب العزت نے اپنے بے شمار بندوں کو کفر و شرک اور گمراہی کے دلدل سے نکالنے اور ان کے اذہان و قلوب کو ایمان کے نور سے منور کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ صرف رائس نے ہی ٹک ٹاک پر قرآن مجید کا مطالعہ نہیں کیا بلکہ مغربی میڈیا نے اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں، بدگمانیاں پیدا کی، اسے دور کرنے کے لیے نوجوان غیر مسلم خواتین نے ٹک ٹاک پر چند منٹ کی تلاوت قرآن پاک، آیات قرآنی کا ترجمہ سنا، اس کا

مطالعہ کیا اور پھر ان کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ بے شک مغربی میڈیا مسلسل اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں گمراہ کن پروپگنڈہ اور جھوٹ پھیلانے میں مصروف تھا۔ ان نوجوان خواتین نے جیسے جیسے قرآن مجید کا مطالعہ کیا، اللہ نے ان کے لیے وسیع الذہنی اور وسیع القلبی کا سامان پیدا کیا اور وہ اسرائیل کے خلاف فلسطینیوں کے ساتھ اظہار یگانگت کرنے لگی۔ اس ضمن میں ہیش ٹیگ "قرآن بک کلب" کے ذریعہ بہت سارے ویڈیوز اپ لوڈ کیے گئے اور اس ایپ پر 1.9 ملین ویوز درج کیے گئے۔

اگرچہ کچھ لوگ قرآن مجید کا آن لائن مطالعہ کر رہے ہیں۔ کچھ سوشل میڈیا پر آیات قرآنی کی سماعت کر رہے ہیں، بعض ایسے بھی ہیں جو کام پر جاتے ہوئے گاڑی میں ہی قرأت کلام پاک سن کر اپنے علم میں اضافہ کر رہے ہیں۔ جس سے انہیں پتہ چل رہا ہے کہ مغربی میڈیا جان بوجھ کر اسلام کو بدنام کرنے میں مصروف ہے۔

یہ الفاظ ذی گارجین ڈاٹ کام کی ایک رپورٹ میں استعمال کئے گئے ہیں جس کا عنوان "نوجوان امریکی مسلم فلسطینیوں کی ابھرنے کی قوت کو سمجھنے کے لیے قرآن کا مطالعہ کر رہے ہیں"۔ اس میں ان نوجوان امریکی خواتین کے بارے میں بتایا گیا جو فلسطینیوں کے جذبہ ایمان اور ایمانی قوت سے متاثر ہیں، چند ایسے لوگ بھی ہیں جو قرآن کے مفت آن لائن ورژن سے استفادہ کر رہے ہیں۔

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ بعض امریکی نوجوان قرآن مجید کا ہدیہ ادا کر کے حاصل کرتے ہوئے مطالعہ کرنے لگے ہیں۔ اسی طرح Book Tok Space # پر بھی جہاں اکثر خواتین جمع ہو کر کتابوں پر تبصرہ کرتی ہیں، قرآن مجید پر بھی بات کر رہے ہیں۔

Yale میں اسوسی ایٹ پروفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہی Zareena Grewal جو فی الوقت قرآن مجید اور امریکی تہذیب و ثقافت میں مذہبی رواداری سے متعلق ایک کتاب پر کام کر رہی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ٹک ٹاک پر اس معاملہ میں دلچسپی کوئی نئی نہیں ہے۔ خاص طور پر 11/9 کے بعد تو امریکہ اور مغربی معاشرہ میں قرآن مجید کا بے تحاشہ لوگوں نے خرید کر مطالعہ کیا اور قرآن مجید سب سے زیادہ فروخت ہوئے۔

زرینہ مزید کہتی ہیں کہ فرق یہ ہے کہ اس مرتبہ لوگ 7 اکتوبر کو حماس نے جو حملہ کیا اسے سمجھنے کے لیے قرآن مجید کا مطالعہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ یہ سمجھنے کے لیے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے لگے ہیں کہ آخر اسرائیل کے انتہائی ظلم و جبر کے باوجود فلسطینی کس طرح دوبارہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ فلسطینیوں کے عقیدہ و ایمان، ان کے ناقابل یقین بلند حوصلوں و عزائم اور اخلاق و کردار سمجھنے کیلئے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا ہے۔

ٹمپا فلوریڈا کی رہنے والی 35 سالہ NEFARTARI MOONN نے فلسطینیوں کے جذبۂ ایمانی اور جذبۂ حریت کو سمجھنے کی خاطر اپنے شوہر کے پاس موجود قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا۔ ان کے شوہر کوئی راسخ العقیدہ، مسلمان نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ وہ خود کو مذہبی نہیں سمجھتی۔ وہ اپنے شوہر کے بارے میں کہتی ہیں کہ وہ راسخ العقیدہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ عام مسلمان ہیں چنانچہ وہ کچھ یوں کہتے ہیں:

"میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ جب بھی مسلمانوں (فلسطینیوں) کو موت کا سامنا ہوتا ہے وہ خود کو اللہ سے رجوع کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان سے میری جذباتی وابستگی ہو گئی۔ بہر حال اس وجہ سے مون نے بھی کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا۔

وہ مزید کہتی ہیں کہ قرآن مجید کے مطالعہ اور کلمہ شہادت پڑھنے سے جو کیفیت مجھ پر طاری ہوئی، اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں نے ایسا محسوس کیا جیسے میرا وجود روشن ہو گیا ہو۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے مجھے وہ نعمت مل گئی جس کا میں انتظار کر رہی تھی۔ ایسا لگا کہ میں اپنوں میں واپس آگئی۔ قرآن مجید میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اللہ کے سامنے مرد و خواتین برابر ہیں۔ رائس اور دین اسلامی قبول کرنے والے دیگر ٹک ٹاکر کہتے ہیں کہ قرآن میں حقوق نسواں کی بات کی گئی ہے اور مخلوق کی تخلیق کے بارے میں سائنٹفک وضاحت کی گئی ہے اور قرآن مجید میں Big Bang اور دوسرے نظریات کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ رائس کہتی ہیں کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ سائنس کو اہمیت دیتے ہیں اور قرآن میں تمام سائنسی علوم موجود ہیں۔

اسلام کی حقانیت جان کر مسلمان ہونے والوں میں Sylvia-chan Malik بھی شامل ہیں جو فی الوقت Rutgers University میں اسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ وہ سردست امریکہ اسلام اور اسلاموفوبیا کی تاریخ پر تحقیق کر رہی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ جب وہ اسلام کے قریب آئیں تو پتہ چلا کہ میڈیا جس منفی انداز میں اسلام کو پیش کرتا ہے وہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ ■■■

فکرونظر

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ماحولیات

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علماے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

*ستمبر 2024 کا عنوان — حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
*اکتوبر 2024 کا عنوان — ہندوستان میں مدارس کا مستقبل

تحفظِ ماحولیات کا نبوی فلسفہ

مہتاب پیامی

انسان اس دنیا کا باشندہ ہے اور اس ناتے وہ ماحول کے ساتھ مسلسل تعامل کر رہا ہے، جس کے نتیجے میں ماحولیاتی تبدیلیاں اور خرابیاں عالمِ وجود میں آرہی ہیں اور اب تو حال یہ ہے کہ ان تبدیلیوں اور خرابیوں پر کنٹرول انسان کی بساط سے باہر ہے اس سلسلے میں جدید ٹیکنالوجی بھی اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ دنیا بھر میں ماحولیاتی تحفظ کی ایجنسیاں، بڑے بڑے ادارے، تنظیمیں اور ماہرین ماحولیات ،ماحول کو بچانے کے لیے حتی المقدور زیادہ سے زیادہ کوششیں کر رہے ہیں لیکن بدقسمتی سے ماحول دن بہ دن انحطاط پذیر ہے۔ پوری دنیا گلوبل وارمنگ اور اوزون کی کمی کے خطرے کی زد میں ہے۔

گلوبل وارمنگ اور اوزون کی کمی کا سبب:

سائنس دانوں نے اس بات کی تعیین کی ہے کہ انسانی سرگرمیاں ماحول میں گرین ہاؤس گیسوں کی ضرورت سے زیادہ مقدار خارج کر رہی ہیں، ان کی یہ سرگرمیاں گلوبل وارمنگ میں اضافہ کا سبب بن رہی ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ جیسی گرین ہاؤس گیسیں فضا میں جمع ہو کر ٹریپ ہیٹ ہوتی ہیں جو آہستہ آہستہ خارجی فضا کی طرف بڑھتی ہیں اور اسے نقصان پہنچانے کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ جنگلات کی کٹائی گرین ہاؤس گیسوں کے اضافے کا بہت اہم ذریعہ ہے، کیوں کہ جس حساب سے درختوں کی تعداد کم ہوتی ہے اسے حساب سے کاربن ڈائی آکسائیڈ کو آکسیجن میں تبدیل کرنے کا عمل بھی کم ہوتا ہے۔ حیاتیاتی ایندھن کا استعمال بھی اضافی گرین ہاؤس گیسوں کا ذریعہ ہے۔

ماحول میں جب گرین ہاؤس گیسوں کا توازن بڑھتا ہے تو زمین پر گرمی کا اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ناقابلِ یقین موسمیاتی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، مثلاً حد سے زیادہ گرمی، سردیوں کے موسم کا مختصر ہوتا دورانیہ، خشک سالی، اور کہیں کہیں بے موسم حد سے زیادہ بارش وغیرہ اور یہ تمام موسمی عوامل مختلف قسم کی جنگلی حیاتیات کی معدومی کا سبب بنتے ہیں۔

موجودہ اعداد و شمار کے مطابق 1970 سے اب تک 30 فیصد سے زیادہ قدرتی انواع تباہ ہو چکی ہیں۔ قدرتی وسائل کی کھپت اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا اخراج دونوں پچھلے 40 سالوں میں دوگنا ہو چکے ہیں اور بڑھتی ہوئی شرح سے بڑھتے رہتے ہیں۔ زیادہ تر ممالک کو اگلے چند سالوں میں اپنے 10 فیصد سے زیادہ جنگلات کے ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔ زہریلے کیمیکل جو زیادہ تر صنعتی شعبوں سے خارج ہوتے ہیں، ماحول میں بڑے پیمانے پر پھیلتے ہیں اور تقریباً 10 فیصد بیماریاں ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ سیلاب، زلزلہ، سونامی اور طوفان جیسی قدرتی آفات کا حالیہ برسوں میں زبردست اثر دیکھنے کو مل رہا ہے۔ دنیا کے بیشتر خطوں کو زلزلے یا دیگر آفات کا سامنا زیادہ کرنا پڑ رہا ہے۔ ایڈز، سارس اور برڈ فلو جیسی وبائی بیماریاں انسانوں پر حاوی نظر آتی ہیں۔ ہسپتالوں، طبی اداروں اور میڈیکل کالجوں کی تعداد میں

اضافے کے باوجود صحت عامہ کا گراف مسلسل پستی کی طرف محوِ سفر ہے۔ اس قسم کی تباہ کن وبائی بیماریوں سے ہونے والی اموات خوف ناک صورت حال میں بڑھتی جارہی ہیں۔

فضا میں انسانی ساختہ کیمیکلز کا جمع ہونا اوزون کی کمی کا سبب بنتا ہے۔ اوزون کو نقصان پہنچانے والا اہم ترین کیمیکل CFCs (کلوروفلورو کاربن) ہے جو ریفریجریٹر، ایروسول سپرے پروپیلنٹ میں استعمال ہوتے ہیں۔ CFCs ذخیرہ کرنے میں آسان، کیمیائی طور پر مستحکم اور غیر آتش گیر ہے اس لیے وہ فضا میں تیرتا رہتا ہے۔ یہ تقریباً 8 سال تک مسلسل اوپر کی طرف اٹھتا رہتا ہے، حتیٰ کہ ایک وقت وہ آتا ہے جب یہ اوزون کی پرت تک پہنچ جاتا ہے اور اوزون سے تعامل کرکے اس کے ایٹم کو توڑ دیتا ہے جس کی وجہ سے اوزون کی پرت میں سوراخ نمودار ہوتا ہے۔ جہاں جہاں اوزون پرت میں سوراخ ہوتا ہے وہاں سے سورج کی الٹراوائلٹ شعاعیں زمین تک بے روک ٹوک پہنچنے لگتی ہیں اور موسمی خرابیوں اور ماحولیاتی بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔ سی ایف سی میں ایک فلورین ایٹم، ایک کاربن اور تین کلورین ایٹم ہوتے ہیں۔ جب الٹراوائلٹ تابکاری اور سی ایف سی کیمیائی طور پر کام کرتے ہیں تو کلورین کا ایٹم آزاد ہوتا ہے اور یہ اوزون کے ایک لاکھ مالیکیولز کو تباہ کردیتا ہے۔ اگر ماحول سرد ہوتا ہے تو اس کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ سائنسدانوں کو پتا چلا کہ پچھلے کچھ سالوں میں اسٹریٹا سفیئر کا ماحول بہت سرد رہا ہے۔ جدید ہوائی جہازوں کی نقل و حمل اور سپرسونک ہوائی جہاز بھی فضا میں کچھ زہریلے کیمیکل خارج کرتے ہیں ان سے بھی اوزون کے حفاظتی غلاف کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایک اور انسان ساختہ کیمیکل، جو اوزون کی کمی کا سبب بنتا ہے، میتھائل برومائیڈ ہے۔ یہ 1932 سے مختلف کیڑے مار ادویات میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ اسے CFCs کے مقابلے اوزون کی تہ کے لیے 50 گنا زیادہ تباہ کن سمجھا جاتا ہے۔

انسانی سرگرمیاں:

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

خشکی اور سمندر میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے فساد پھیل گیا۔ (سورہ روم، آیت:۴۱)

یہاں قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ انسانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ اگر وہ زمین پر حد سے تجاوز کرتے ہیں اور زمین اور پانی کے استعمال میں اسراف سے کام لیتے ہیں تو اس کا مجموعی نتیجہ انتہائی خطرناک برآمد ہوتا ہے۔ امام رازی اس قرآنی آیت کے مفہوم کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

"وبائی بیماریاں، خشک سالی، سیلاب وغیرہ سے مراد قرآن کریم کے لفظ "فساد" کے استعمال سے ہے یعنی خشکی اور سمندر میں فساد پھیل گیا ہے۔" (تفسیر الکبریٰ)

لہٰذا بڑھتی ہوئی قدرتی آفات کو انسانوں کے ذریعہ قدرتی وسائل کے غلط استعمال کا نتیجہ ہی سمجھنا چاہیے۔

اللہ رب العزت کی تخلیق کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وہ جس نے ایک دوسرے کے اوپر سات آسمان بنائے (اے بندے!) تو رحمٰن کے بنانے میں کوئی فرق نہیں دیکھے گا پس تو نگاہ اٹھا کر دیکھ، کیا تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ (سورہ ملک، آیت:۳)

بلاشبہ سچ ہے، لفظ آسمان کی حقیقت کچھ بھی ہو مگر عصری تناظر میں ہم غور کرتے ہیں تو جدید سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ زمین کی بالائی فضا میں کئی تہیں ایسی ہیں جو زمین کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں، بے شک ان میں نہ کوئی سوراخ تھا اور نہ کہیں کوئی رخنہ، لیکن انسانی سرگرمیوں نے اوزون نامی ایک پرت کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیے ہیں۔ واضح طور پر یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ فطرت میں یہ جو بھی تبدیلی آئی ہے وہ خود بخود نہیں آئی بلکہ انسانی اعمال وافعال کا نتیجہ ہے۔

تحفظِ ماحولیات کا نبوی فلسفہ:

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر چیز کو ایک خاص تناسب میں پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق میں کوئی عیب نہیں نکالا جاسکتا۔ چھوٹے جرثوموں سے لے کر بڑے جانداروں تک تمام مخلوقات اور مالیکیولز کے چھوٹے ذرات سے لے کر بڑی کہکشاؤں تک تمام چیزیں کمیت اور قابلیت دونوں لحاظ سے درست پیمائش میں ہیں۔ پوری کائنات انسانی تصرف اور تسخیر کے لیے ہے، قرآن مجید میں جابجا اس کا اعلان کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ قرآن ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ تصرف وتسخیر فطری اصولوں کے غلط استعمال یا خلاف ورزی کرکے جائز نہیں ہے۔ ماحول کے بارے میں یہ اسلامی بنیادی تصور اس قرآنی آیت سے ظاہر ہوتا ہے:

"کیا تم نے نہ دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ سب اور پرندے (اپنے) پَر پھیلائے ہوئے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں سب

کواپنی نماز اور اپنی تسبیح معلوم ہے اور اللہ ان کے کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔"(سورہ نور آیت:۴۱)

ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے:

اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار نہیں ہے اور نہ ہی اپنے پروں کے ساتھ اڑنے والا کوئی پرندہ ہے مگر وہ تمھاری جیسی امتیں ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں کسی شے کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ پھر یہ اپنے رب کی طرف ہی اٹھائے جائیں گے۔ (سورۃ الانعام آیت:۳۸)

یہ قرآنی آیات بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسی چیز کو ضائع نہیں کیا جو معنوی وجود کے لیے ضروری ہو۔ ماحول میں جتنے بھی جاندار ہیں، وہ بھی انسانوں کی طرح کمیونٹیز ہیں جنھیں اس زمین پر زندگی گزارنے کا بھرپور حق حاصل ہے۔

ماحولیات کے حوالے سے نبوی تعلیم یہ ہے کہ زمین میں موجود تمام جاندار اور غیر جاندار چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی تناسب کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اور ہمیں کوئی حق حاصل نہیں کہ اس تناسب سے چھیڑ چھاڑ کریں یا اس میں کسی بھی طرح کی خرابی کا باعث بنیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام انسانوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنے نفع کے لیے قدرتی ذرائع کا استعمال کریں لیکن ایک حد کے اندر رہتے ہوئے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وہ جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمھارے لیے اس میں راستے آسان کر دیئے اور آسمان سے پانی نازل فرمایا تو ہم نے اس سے مختلف قسم کی نباتات کے جوڑے نکالے۔(سورۃ طٰہٰ: آیت:۵۳)

اس آیت کے مطابق ماحول بشمول اس کے تمام جاندار اور بے جان مخلوقات کے، خدا نے صرف انسانوں کے فائدے کے لیے تخلیق کیے۔

فرمایا گیا کہ "زمین انسان کے لیے مسخر ہے" لیکن اس کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ماحولیات کے حوالے سے نبوی تعلیمات کا تیسرا تصور ہے۔ یہ تصور بنیادی طور پر ماحولیاتی تحفظ یا ماحولیاتی مسائل کا حل تشکیل دیتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

"زمین کو میرے لیے مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔"

(بخاری:331)

زمین اور پانی جو خدا کی طرف سے انسانوں کے نفع کے لیے تناسب کے ساتھ پیدا کیے گئے ان کی ناقدری انسان کے لیے تباہ کن ہو سکتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین نہ صرف خود پاک ہے بلکہ پاک کرنے والی بھی ہے۔ اور آپ ﷺ نے صفائی ستھرائی اور طہارت کا جو فلسفہ بیان فرمایا وہ ہر دور کے انسانوں کے لیے لائقِ تقلید اور قابلِ عمل ہے۔

ماحولیاتی صفائی:

گلوبل وارمنگ کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ماحول کو کچرے کا ڈمپنگ اسٹیشن سمجھا جا رہا ہے اور اس کے نتیجے میں ہر طرف آلودگی بڑھ رہی ہے۔ قصبوں، عمارتوں، کارخانوں اور گھروں سے نکلنے والے زہریلے یا غیر زہریلے خطرناک فضلے سے زمین، پانی اور ہوا آلودہ ہو چکے ہیں۔ آج کے دور میں زمین، ہوا، دریا اور سمندر فضلہ کی ڈمپنگ کے لیے بہترین مقام سمجھے جاتے ہیں۔ یہ سوچ ماحولیات تباہ کاری میں بھرپور کردار ادا کرتی ہے۔ ہمارا ماحول کچھ ہی قسم کے فضلہ جات کو مخصوص مقدار میں جذب کرنے کے قابل ہے، اگر اسے سے زیادہ فضلے ہم زمین اور سمندر یا دریاؤں کے حوالے کرتے ہیں تو اس سے ماحولیاتی آلودگی میں تیزی آنے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ جیسے جیسے فضلہ بڑھتا ہے، اسی طرح ماحولیاتی انحطاط بھی تیز رفتاری سے ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ماحولیاتی تحفظ کے لیے ایک احتیاطی تدبیر پیش کی اور وہ ہے فطرت کی مکمل صفائی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

"بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اپنے آپ کو پاک اور صاف رکھتے ہیں۔"(سورۃ بقرہ:۲۲۲)

اسلام میں تزکیہ نفس کو بھی کافی اہمیت دی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تزکیہ اسلامی عقیدہ کا نصف حصہ ہے۔"(مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے عمومی طور پر تزکیہ کا ذکر کیا ہے جس میں جسم کی اندرونی اور بیرونی حصوں کے ساتھ ساتھ ماحول کی تطہیر بھی شامل ہے۔ ہر قسم کا تزکیہ سچے مومنوں کی ذمہ داری ہے۔ اس حدیث کے مطابق کسی شخص کا اسلامی عقیدہ (ایمان) اس کے جسم اور اردگرد کی صفائی کے بغیر کامل نہیں سمجھا جا سکتا۔ جس طرح وضو یا غسل کے ذریعہ انسانی جسم کو پاک کرنے سے اسے بہت سے انفیکشنز سے بچنے

میں مدد ملتی ہے جو وائرس یا بیکٹیریا کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ماحولیاتی آلودگی سے بچنے اور اس کی صفائی میں معاونت سے پورا معاشرہ اور سماج مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

ماحولیات کا ذمہ دار کون؟

ماحولیات کی ذمہ داری کس کی ہے؟ کیا صرف خداوند قدوس اس کا ذمہ دار ہے؟ یا خود ماحول اپنا ذمہ دار ہے؟ یا تمام قدرتی وسائل کے استعمال کا حق رکھنے والے ذمہ دار ہیں؟ اسلامی تصور کے مطابق جو لوگ زندگی گزار رہے ہیں اور فطرت کو استعمال کر رہے ہیں یقینی طور پر وہ ماحولیات کے ذمہ دار ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے ہر ایک ولی ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ (مسلم)

ولی کون ہے؟ صرف وہی نہیں جو کسی ایک گھر، محلہ، قصبہ، شہر یا ملک کا سربراہ ہو۔ بلکہ ہر شخص ولی، ہر شخص کے ذمے کسی نہ کسی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور صرف افرادی ذمہ داری نہیں بلکہ سماجی، سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور ماحولیاتی ہر قسم کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھیں تو ماحولیات کا ذمہ دار ہر شخص ہے۔ اگر ہر شخص اپنے ماحول کی ذمہ داری سے آگاہ ہو جائے تو وہ فطرت میں موجود وسائل کو بگاڑ یا خراب نہیں کر سکتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاف صاف فرماتے کہ جنگل میں رہنے والے درندوں کی رہائش گاہوں پر قبضہ نہ کرو، جس طرح اس زمین پر تمھیں رہنے کا حق ہے اسی طرح جنگلی جانوروں کو بھی گزر بسر کرنے کا بھرپور حق حاصل ہے۔

قدرتی وسائل کا کثیر استعمال:

گلوبل وارمنگ اور دیگر تمام ماحولیاتی مسائل کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ انسان قدرتی وسائل سے کثیر فوائد حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر یہ فرما دیا ہے کہ زمین اور اس کے وسائل انسانوں کے فائدے کے لیے ہیں لیکن ان کا بے جا استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ زمین ہمیں خوراک فراہم کرتی ہے، کانیں اور تیل کے کنویں ہمیں ایندھن اور خام مال مہیا کرتے ہیں، جنگلات ہمیں لکڑی فراہم کرتے ہیں، اور سمندر ہمیں مچھلیاں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پیداواری عمل کے لیے خام مال نکالنے اور انسانوں کے استعمال کے لیے فصلیں، سبزیاں اور پھل کاشت کرنے کا حق انسانوں کو دیا ہے، لیکن ساتھ ہی اس نے انسانوں کو ان وسائل کے اسراف سے روکا ہے۔ یہ اسلامی قاعدہ ماحولیاتی مسائل کے لیے ایک حفاظتی اقدام کے طور پر بھی تشکیل پاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور وہی ہے جس نے ایسے باغات پیدا کیے ہیں جن کی کھجوریں اور کھجوریں اور مختلف شکل و ذائقہ کی فصلیں اور زیتون اور انار، ایک جیسے اور مختلف (ذائقہ میں)۔ جب وہ پک جائیں تو ان کا پھل کھاؤ، لیکن اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو اور اسراف نہ کرو۔ بے شک وہ المسرفون (اسراف کرنے والوں) کو پسند نہیں کرتا۔ (الانعام:۱۴۱)

اسی معنی میں ایک اور آیت میں فرماتا ہے:

اور کھاؤ پیو لیکن اسراف نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الاعراف:۳۱)

یہ قرآنی آیات واضح طور پر انسانوں کو متعدّد پھلوں، فصلوں اور دیگر قدرتی وسائل کو استعمال کرنے کی ترغیب دیتی ہیں اور ان کو ضائع کرنے سے منع کرتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسراف کو ناپسند کرتا ہے۔ مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو تین چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے: 1- فضول گوئی (خواہ اپنے بارے میں خواہ دوسروں کے بارے میں۔ 2- اسراف سے مال کو ضائع کرنا، 3- کثرت سے سوال کرنا۔ (مسلم:591)

پانی کا تحفظ:

پانی خدا کی طرف سے ایک عظیم الشان تحفہ ہے اور زمین پر بقاے زندگی کا اہم ذریعہ ہے۔ اس اہم عنصر کا تحفظ اس کی مختلف شکلوں میں زندگی کے تحفظ اور وجود کے لیے بہت ضروری ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے:

"اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا"۔ (الانبیاء:۳۱)

پینے کا پانی کہاں سے اور کس نے اتارا، قرآن مجید میں پروردگارِ عالم فرماتا ہے:

"تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں اُتارنے والے۔ ہم چاہیں تو اُسے کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔" (الواقعۃ:۶۸-۷۰)

اللہ تعالیٰ ان آیات کے ذریعے انسانوں کو پانی کی قدر یاد دلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کے استعمال کو تمام مخلوقات کا مشترکہ حق قرار

دیا ہے۔ لہٰذا تمام جاندار اور غیر جاندار اسے اجارہ داری، ضیاع، اسراف اور بربادی کے بغیر استعمال کرنے اور بانٹنے کے حق دار ہیں۔

پیغمبر اسلام ﷺ صحرائی ماحول میں رہتے تھے جہاں پانی کی قلت تھی۔ اگرچہ دنیا کا دو تہائی حصہ پانی سے بھرا ہوا ہے، اس کے باوجود دنیا بھر کے کئی خطے، ممالک اور کمیونٹیز پانی کی کمی کا شکار ہیں۔ دریاؤں میں پانی کی سطح مسلسل نیچی ہوتی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں قریبی کنوؤں میں پانی کی سطح بھی کم ہو رہی ہے اور لوگوں کو اپنی زندگی اور کثیر القومی مقاصد دونوں کے لیے پانی حاصل کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت سے زیادہ پانی پینے سے بھی سختی سے منع فرمایا ہے۔ وضو میں اعضا کو تین بار سے زیادہ دھونے میں کراہت کا اظہار فرمایا ہے۔ یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کوئی پانی کے کسی بڑے حوض یا بہتے چشمے سے یا دریا کے پانی سے وضو کر رہا ہے تو جسم کے کسی خاص حصے کو تین بار سے زیادہ دھونے کے لیے پانی نہیں لینا چاہیے۔ پیغمبر اکرم نے واضح الفاظ میں اسے اسراف بتایا ہے۔

کوئی بھی انسانی سرگرمی جو پانی کی ساختی اور حیاتیاتی صورت کو متاثر کرتی ہے، خواہ اسے پیشاب یا کسی اور گندے مادے سے آلودہ کرنا ہو، تحفظ ماحول کے نبوی قانون کے خلاف ہے۔ ماحولیاتی مسائل کی بنیادی وجہ فطرت کو آلودہ کرنے میں انسانوں کا غیر ذمہ دارانہ رویہ ہے۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرنے اور وضو اور غسل کرنے کے لیے بھی پانی کے بے جا استعمال سے روکنے میں جو حکمت کار فرما ہے وہ یقیناً بقائے زندگی کے اس اہم عنصر کی حفاظت کے لیے ہے۔

جانوروں کی حفاظت:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننا تھا کہ جانور ماحول کا ناگزیر حصہ ہیں انسانوں پر ان کے بھی کچھ حقوق ہیں، وہ سفر اور میدانِ جنگ میں انسانوں کے بہترین ساتھی ہیں۔ اسلام میں خوراک کے علاوہ جانوروں کو مارنے کی اجازت نہیں ہے لیکن بعض صورتوں میں صرف کچھ جانوروں کو مارا جا سکتا ہے جب کہ وہ انسانی جان کو خطرے میں ڈالیں۔ اسلام شکار کی اجازت بھی دیتا ہے لیکن یہ بوقتِ ضرورت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی جانور کے غیر ضروری شکار سے منع فرماتے تھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے الگ ہو گئے، اس وقت ہم نے ایک پرندے کے دو چوزوں کو پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر وہ پرندہ اپنے پروں کو پھیلانی اور شور مچانے لگا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہ دیکھا تو فرمایا: جس نے بھی اس کے چوزے لیے ہیں اسے واپس کر دیں۔ (بخاری و مسلم)

یقیناً ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور کسی بھی دوسرے ماہر ماحولیات سے زیادہ مختلف جان داروں اور ان کے بچوں کے درمیان تعلق کے جذبات کو سب سے زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کرنے والے ہیں۔

ہشام بن زید کہتے ہیں کہ میں اور انس، حکم بن ایوب کے پاس گئے۔ انس نے کچھ لڑکوں کو بندھی مرغی پر نشانہ بازی کرتے دیکھا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندھے ہوئے جانوروں کو ایذا دینے اور انھیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

ایک اور حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور یحییٰ کے بیٹوں میں سے ایک، مرغی کو باندھنے کے بعد اسے نشانہ بنا رہا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس گئے اور اسے کھول دیا۔ پھر یحییٰ بن سعید سے فرمایا کہ اپنے لڑکوں کو پرندوں کو مارنے کے لیے باندھنے سے روکو، جیسا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی جاندار کو باندھنے کے بعد مارنے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ (بخاری)

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جانداروں کو مارنے سے مطلقاً منع فرمایا ہے، ان جانداروں میں چینٹی اور شہد کی مکھی کا بھی ذکر ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ کسی بھی جانور کے ساتھ حسنِ سلوک پر اللہ تعالیٰ اس کا بہترین اجر عطا فرماتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک آدمی ایک راستے پر جا رہا تھا، اسے پیاس لگی پھر وہ ایک کنویں کے پاس آیا، وہ اس میں اترا اور پھر پانی پی کر باہر نکلا۔ اسی دوران اس نے ایک کتے کو دیکھا جو شدید پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا تھا اور مٹی چاٹ رہا تھا۔ اس آدمی نے سوچا کہ یہ کتا بھی پیاس کی اسی حالت میں مبتلا ہے جس میں میں تھا۔ چنانچہ وہ (دوبارہ) کنویں میں اترا اور اپنا جوتا

پانی سے بھرا اور اس کتے کو پلایا۔ اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قدر مقبول ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک میں ہمارے لیے کوئی ثواب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ثواب ہے۔ (بخاری)

یہ حدیث ہمیں سبق دیتی ہیں کہ ہم جانوروں کی ضروریات، ان کے جذبات واحساسات کو سمجھنے کی کوشش کریں اور جہاں تک ہو سکے ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا طریقہ اختیار کریں۔ جانور و ہمارے ماحول اور معاشرے کا حصہ ہیں، اگر ان کو روے زمین سے ختم کر دیا جائے تو یقیناً انسانی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی، انسانی زندگی کی بقا اور تحفظ کے لیے جانوروں اور جان داروں کا باقی رہنا ضروری ہے۔

شہد کی مکھی نہ مارنے میں حکمت:

جیسا کہ ماقبل میں ہم نے تحریر کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھیوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے، اس میں کیا حکمت کارفرما ہے، آئیے دیکھتے ہیں:

سائنسی تحقیق کے مطابق کرۂ ارض پر شہد کی مکھیاں دس کروڑ سال سے موجود ہیں۔ اس طویل مدت کے دوران شہد کی مکھیوں کی جسمانی ساخت میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں آئی ہے۔ اپنی تخلیق کے بعد ہی سے شہد کی مکھیاں عالمی ماحولیاتی نظام کا بے حد اہم جزو بن گئی ہیں جن کے بغیر اس کی بقا ممکن نہیں۔

آخر شہد کی مکھیاں کیوں اتنی اہمیت کی حامل ہیں؟ اسکی وجہ بہ طور زیرگی کنندہ ان کا کردار ہے۔ شہد کی مکھیاں پھولوں کا رس چوس کر شہد بناتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے یہ اپنے چھتے سے کئی میل دور تک کا سفر کرتی ہیں اور راہ میں آنے والے پھولوں کا رس چوستی رہتی ہیں۔ شہد کی مکھی جب ایک پھول پر بیٹھتی ہے تو اس کے زیرہ دان سے زردانے یا زرگل مکھی کی روئیں دار ٹانگوں پر چپک جاتے ہیں۔ جب مکھی دوسرے پھول پر جاکر بیٹھتی ہے تو یہ زردانے اس کی ٹانگوں سے علیحدہ ہو کر اس پھول کے اسٹگما پر منتقل ہو جاتے ہیں، یوں زیرگی کا عمل واقع ہوتا ہے جس کے نتیجے میں پھل بنتے ہیں۔ ایک تخمینے کے مطابق 70 فی صد خوردنی فصلوں میں زیرگی کا عمل شہد کی مکھیوں کے ذریعے ہوتا ہے۔

تشویش ناک بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں شہد کی مکھیوں کی آبادی کم ہوتی جارہی ہے۔ اس کی وجہ فصلوں پر چھڑکے جانے والے حشرات اور نباتات کش زہر ہیں۔ فصلوں کو خود رَو پودوں اور حشرات سے بچانے کے لے یہ کیمیکلز شہد کی مکھیوں کے لے زہر ہلاہل ثابت ہو رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے ان مفید ترین حشرات کی آبادی تیزی سے محدود ہوتی جارہی ہے۔ اگر خدانخواستہ سطح ارض سے شہد کی مکھیوں کا وجود ختم ہو جاتا ہے تو پھر عالمی غذائی زنجیر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا اور انسان کی بقا خطرے میں پڑ جائے گی۔

یقیناً سرورِ کائنات صلی علیہ وسلم کو فطرت اور ماحول کی باریکیوں کا بخوبی علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، شہد کی مکھیوں کو مارنے سے منع کرنا، بظاہر یہ ایک معمولی سے بات نظر آتی ہے لیکن اس کی تہ میں کس قدر ماحولیاتی تحفظ کی فکر کارفرما ہے یہ جدید سائنس نے آج کے دور میں واضح کر دیا ہے۔

شجر کاری:

پیڑ پودے ہمارے ماحول کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ گلوبل وارمنگ اور دیگر ماحولیاتی مسائل کی ایک وجہ یہ ہے کہ انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے پوری دنیا میں جنگلات کا صفایا ہو رہا ہے جس کے نتیجے میں گزشتہ 50 سالوں میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کے جذب میں 30 فیصد سے زیادہ کمی واقع ہوئی ہے۔ پیڑ پودے کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرتے ہیں اور فوٹو سنتھیسس کے دوران آکسیجن چھوڑ دیتے ہیں ایک پودا اپنی زندگی کے دوران تقریباً ایک ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ بہت سے انفیکشن اور تباہ کن بیماریاں بھی پہلے سے کہیں زیادہ تیزی سے پھیل رہی ہیں کیونکہ زہریلی کاربن ڈائی آکسائیڈ کی ایک بڑی مقدار فضا میں جذب ہونے سے رہ جاتی ہے۔ یہ انسانی جسم کی قوت مدافعت کو بھی بری طرح متاثر کرتی ہے۔

جو لوگ ماحولیات کے تحفظ میں سرگرداں ہیں وہ واقعی "شجر کاری" پیغمبرانہ تعلیم کی عظمت و اہمیت سے روگردانی نہیں کر سکتے۔ ایک حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے شجر کاری کو بہترین صدقہ قرار دیا اور صاف صاف فرمایا کہ اس درخت سے چرند پرند جو کچھ کھاتے اور نفع حاصل کرتے ہیں وہ درخت لگانے والے کے لیے صدقہ کے درجہ میں شمار ہوتا ہے۔

اس حدیث پاک نہ صرف درخت لگانے کی اہمیت بیان فرمائی گئی ہے بلکہ پودوں، پرندوں، انسانوں اور دیگر جانوروں کے درمیان ساختی اور حیاتیاتی تعلق کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے حالتِ جنگ میں بھی درختوں کو کاٹنے اور فصلوں کو روندنے اور تباہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سنن ابی داؤد کی ایک حدیث کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے جو بلا جواز کسی درخت کو کاٹے۔ ایک اور حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ "جو شخص (بغیر کسی جواز کے) درخت کاٹتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈال دے گا"۔

جو لوگ جو محض چند تقریبات اور تہواروں کے لیے درخت کاٹتے ہیں، وہ ممالک جو مسابقتی ترقی کی خاطر جنگلات کو تباہ کرتے ہیں اور وہ ادارے اور صنعتیں جو اپنے وقتی مقاصد کی تکمیل کے لیے پودوں کا صفایا کرتے ہیں، انھیں ماحولیاتی تحفظ کی نبوی تعلیمات پر غور کرنا چاہیے۔ انہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ جو کچھ بھی صنعت کاری کی خاطر کر رہے ہیں وہ آخر کار ان کی اپنی ترقی کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔

اپنی تباہی کے ذمہ دار نہ بنو:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے کسی بھی کام سے منع فرمایا جو اس کی اپنی تباہی کا باعث بنے۔ محققین بیان کرتے ہیں کہ تمباکو استعمال کرنے والے تقریباً 80 فیصد لوگوں کو کینسر یا کچھ اور بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ پھر بعض علمائے کرام نے فتویٰ دیا کہ اسلام میں تمباکو کا استعمال اس آیت کے تحت حرام ہے۔ ماحول کا بھی یہی معاملہ ہے۔ اس آیت کے پس منظر میں دیکھیں تو صاف نظر آئے گا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو منع فرما رہا ہے کہ وہ ماحولیاتی عوامل کی تباہ کاری میں حصہ دار نہ بنیں، جنگلات، ہوا، پانی زمین، آسمان کو آلودگی میں کسی بھی طرح کا بھی رول ادا نہ کریں کیوں کہ یہ سب انسان کے ساتھ ساتھ ماحولیات کی تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔ (البقرہ:۱۹۵)

تعلیمات نبوی اور ماحولیاتی اخلاقیات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماحولیاتی تحفظ کے علمبردار ہیں۔ پانی کا تحفظ، ماحولیات اور ماحولیاتی آگاہی جیسے بہت سے مضامین بہت سی قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قدرتی وسائل اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے استعمال کے لیے پیدا فرمائے ہیں اور انسانوں کو ان قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ ان کے غلط استعمال سے منع بھی فرمایا ہے۔ ماحولیاتی مسائل کی ایک وجہ فطرت کے قلیل وسائل کا بے جا استعمال ہے، صنعت کاری نے اس میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ تمام ماحولیاتی مسائل کا حل نبوی تعلیمات کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ جو بھی شخص یا ادارہ زمین اور اس کی تہوں سے خام مال حاصل کرتا ہے، جو کاشت کار سبزیوں اور پھلوں کی کاشت کرتا ہے، جو شخص بھی پانی کا استعمال کرتا ہے، ہوا میں سانس لیتا ہے، اپنی بھوک مٹاتا ہے، ان تمام لوگوں کو ماحولیاتی اخلاقیات سے آگاہ ہونا چاہیے کہ اس کا غلط استعمال نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کا زیادہ استحصال کیا جائے۔ ہمارے محدود قدرتی وسائل کی حفاظت کا یہی واحد طریقہ ہے۔

سب سے اہم بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماحول کی ذمہ داری انسانوں کو سونپی ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ہم کو کسی دوسرے مذہب یا سائنسی کتابوں میں یہ نظریہ نہیں ملتا۔ اگر انسان اپنے گرد و نواح میں موجود تمام جاندار اور غیر جاندار مخلوقات کی ذمہ داری کے بارے میں غور و فکر کرتا معدوم ہو چکی انواع معدوم نہیں ہوتیں اور پورا ماحول خود ہی صاف ستھرا اور استعمال کے لیے موزوں ہو جاتا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی، ہوا اور زمین کو آلودہ نہ کرنے کی تعلیم دی، یہ بھی سکھایا کہ جانوروں سے کیسے سلوک کیا جائے، زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کی تلقین بھی کی۔ یہ تمام باتیں رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمدہ ماحولیاتی اخلاق کریمانہ کی عکاس ہیں اور واضح کرتی ہیں آپ نے اس زمانے میں ایک عظیم ماہر ماحولیات اور ماحولیاتی تحفظ کے علمبردار کا کردار ادا کیا جس زمانے میں سائنسی اختراعات اور آج کی جدید فکر کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ لہٰذا، جو لوگ ماحولیاتی تحفظ کے لیے کوشاں اور فکر مند ہیں انھیں چاہیے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کو مد نظر رکھیں، اور ہر جگہ اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں۔

وہ پوری ماحولیاتی ہم آہنگی اور حیاتیاتی تعلقات جس کی پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان اور اس کی فطرت کے درمیان وکالت کی تھی آج تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ چونکہ پوری دنیا کئی قسم کی قدرتی آفات کے شدید خطرات سے دوچار ہے اور یہ بنیادی طور پر آلودگی، جانوروں کی تباہی اور جنگلات کی کٹائی کی وجہ سے ہیں۔ ابھی وقت ہے کہ پوری عالمی برادری اس پر سنجیدگی سے غور کرے اور تحفظِ ماحولیات کے نبوی فلسفے پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔

ایک بڑا خطرہ ہے ماحولیاتی آلودگی

ڈاکٹر محمد سبطین رضا مرتضوی
sibtainraza160@gmail.com

صفائی ستھرائی انسان کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے، جس طرح انسانی زندگی کے تحفظ میں غذائی ضروریات ناگزیر ہیں، اسی طرح ماحولیات کے تحفظ میں صفائی ستھرائی ناگزیر ہے۔ ایک اچھی اور صحت مند زندگی کے لیے صفائی ستھرائی لازمی ہے، لیکن یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ صفائی کے تعلق سے لوگ غیر محتاط اور غیر سنجیدہ نظر آتے ہیں۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ فالتو چیزیں، کوڑا کرکٹ محلے کی گلیوں اور سڑکوں پر پھینک دیتے ہیں، آج صورت حال یہ ہے کہ پانی کے آلودہ کرنے کا کوئی موقع ہم ضائع نہیں کرنا چاہتے، درخت جو کاربن ڈائی اکسائیڈ کو جذب کرتے ہیں اور ماحول کو خوشگوار بناتے ہیں ان کا بے دریغ کٹاؤ ہو رہا ہے۔ موجودہ صورت حال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت انسانی جان کی بقا کو جن چیزوں سے خطرہ لاحق ہے ان میں سے ایک بڑا خطرہ ماحولیاتی آلودگی ہے۔ ماحولیاتی کثافت میں دن بہ دن اضافہ کے سبب کائنات کا ماحولیاتی توازن بگڑتا جا رہا ہے اور فضائی آلودگی بڑھتی جا رہی ہے۔ زمین کے درجۂ حرارت میں اضافہ ہو جا رہا ہے، جس سے پہاڑوں میں تبدیلیاں آ رہی ہیں، گلیشیر پگھل رہے ہیں اور زمین کی منجمد سطحیں متاثر ہو رہی ہے۔ پلاسٹک اور دیگر قسم کی جدید مصنوعات کے استعمال اور ان کے کچرے نے گلوبل وارمنگ کی تشویش ناک صورت حال پیدا کر دی ہے، جہاں ایک طرف فیکٹریوں اور رہائشی اپارٹمنٹس کے سبب جنگلات میں کمی آ رہی ہے، وہیں دوسری طرف ڈیزل، پٹرول، بجلی اور ایٹمی توانائی کے بے جا استعمال سے کاربن ڈائی اکسائیڈ، نائٹروجن اور آکسیجن کا توازن بگڑ کر رہ گیا ہے۔ اور اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں، اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ صاف ستھری جگہوں پر بھی کوڑا کرکٹ پھینکنا اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔ اکثر سفر کے دوران یہ منظر دیکھنے کو ملتا ہے کہ بس کی کھڑکی سے ایک سر نمودار ہوتا ہے اور پان اور گٹکے کی پچکاری مارتے ہوئے گزر جاتا ہے، پیک مارنے والا ایک لمحے کے لیے بھی یہ نہیں سوچتا کہ اس کی اس حرکت سے کسی راہ گیر کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کسی تیز رفتار کار کے شیشے سے ایک ہاتھ باہر نکلا اور بیکار چیزیں سڑک پر ڈالتے ہوئے گزر گیا، اسی طرح کسی گزرتے ہوئے آٹو سے کیلے کے چھلکے یا کچھ اور سر راہ برآمد ہوتے بھی دیکھا گیا ہے، کبھی ٹریفک سگنل پر ٹھہرے کسی شخص کو کھنکار کر تھوکتے ہوئے بھی ہم نے دیکھا ہے، کیا آپ نے نہیں دیکھا؟، اگر نہیں دیکھا تو آج سے اپنی مشاہداتی نظر تیز کریں اور نوٹ کریں کہ صفائی ستھرائی کے معاملے میں ہمارا رویہ کیسا ہے۔۔۔

واضح ہو کہ اسلام نے ہر قسم کی ماحولیاتی آلودگی ختم کرنے کی تعلیم دی ہے تاکہ انسان ذہنی، فکری اور جسمانی لحاظ سے محفوظ اور پر سکون زندگی گزار سکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہمہ قسم کی ماحولیاتی آلودگی کے خاتمہ کا احاطہ کرتی ہے، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اور آپ کی جامع آفاقی تعلیمات انسانی عروج کا وسیلہ اور ارتقاء کا اولین زینہ ثابت ہوئیں، عالم انسانیت میں آپ کی ذات یکتا ہے جس نے از اول تا آخر سب سے عظیم اور اور جامع انقلاب برپا کیا، آپ کی تعلیمات ہمہ جہت اور متنوع ہیں، جن کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پوری انسانی زندگی کے جملہ گوشوں کا احاطہ کرتی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے ماحولیاتی تحفظ کے مختلف پہلوؤں کا بالاستیعاب احاطہ کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے ایک مومن پر ماحول کی حفاظت کے لیے زندگی کے اہم گوشوں میں متعدّد فرائض عائد کر دئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ماحول کو پاک رکھنے اور فضا کو آلودگی سے محفوظ کرنے کی تعلیم و تلقین دی جب دنیا ماحولیاتی آلودگی کے نام سے بھی واقف نہ تھی، نہ تو گاڑیوں کا وجود تھا، نہ کارخانے وجود میں آئے تھے اور نہ ہی ذخیرۂ آب زہر اگل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسی بات سے منع فرمایا جو ماحول کو گندہ اور آلودہ کرتی ہے اور انسانی سماج کے لیے روحانی یا جسمانی لحاظ سے مضرت رساں ہیں۔ تحفظ ماحولیات کے تعلق سے چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ کیجیے اور اس پر عمل کرنے کی

کوشش کیجیے۔

بازار یا راہ گزر پہ گندگی پھیلانے کی ممانعت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کے تین کاموں سے بچو: مسافروں کے اترنے کی جگہ میں، عام راستے میں اور سائے میں پاخانہ، پیشاب کرنے سے۔[ابوداؤد، رقم الحدیث:۲۶]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لعنت کے دو کاموں سے بچو، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! لعنت کے وہ دو کام کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یہ ہیں کہ آدمی لوگوں کے راستے یا ان کے سائے کی جگہ میں پاخانہ کرے۔[ابوداؤد، رقم الحدیث:۲۵]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں پاخانہ پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔
[ابن ماجہ، رقم الحدیث:۳۳۰]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیچ راستے میں قضائے حاجت سے بچو اس لیے کہ یہ لعنت کے اسباب میں سے ہے۔[ابن ماجہ، رقم الحدیث:۳۲۹]

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لعنت والے تین مقامات سے بچو، کسی نے کہا اے اللہ کے رسول وہ لعنت والے تین مقامات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سائے کو استعمال کیا جاتا ہو، اس میں یا راستے میں یا پانی کے گھاٹ میں پیشاب کرنا۔
[مسند احمد، رقم الحدیث:۲۷۶۷]

راستوں کو صاف ستھرا رکھنے کی تعلیم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر یا ساٹھ شاخیں ہیں اور سب سے ادنیٰ شاخ راستے میں سے کسی تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا ہے۔
[مسلم، رقم الحدیث:۱۵۳]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کا راستے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا صدقہ ہے۔[ابوداؤد، رقم الحدیث:۵۲۴۳]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور انسان کو چاہیے کہ ہر جوڑ کی طرف سے کچھ نہ کچھ صدقہ دے، لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اتنی طاقت کس کو ہے؟ آپ نے فرمایا: مسجد میں تھوک اور رینٹ کو چھپا دینا اور موذی چیز کو راستے سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔[ابوداؤد رقم الحدیث:۵۲۴۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اس نے وہاں کانٹے دار ڈالی دیکھی، اس نے اسے اٹھا لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اس کی مغفرت کر دی۔[بخاری، رقم الحدیث:۲۴۷۲]

حضرت سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ کو کوئی بات ایسی بتلائیے جس سے فائدہ اٹھاؤں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کی راہ سے کوڑا ہٹا دو۔[مسلم، رقم الحدیث:۶۶۷۳]

پانی کو نجاست سے بچانے کا حکم:

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔[مسلم، رقم الحدیث:۶۵۵]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی تم میں سے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے پھر اس میں غسل کرے۔
[مسلم، رقم الحدیث:۶۵۶]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔[ابن ماجہ، رقم الحدیث:۳۴۴]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔
[المعجم الاوسط، رقم الحدیث:۱۷۴۹]

جس طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کو نجاست وغیرہ سے بچانے کا حکم فرمایا ہے اسی طرح پانی کو ضائع کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کے لیے ایک شیطان ہے، اسے ولہان کہا جاتا ہے، تم اس کے وسوسوں کے سبب پانی

زیادہ خرچ کرنے سے بچو۔[ترمذی، رقم الحدیث:۵۷]

زمینی اور فضائی آلودگی کا تدارک:

زمینی اور فضائی آلودگی سے نجات پانے کا ایک ذریعہ شجر کاری بھی ہے جو کاربن ڈائی آکسائیڈ کے خاتمے اور آکسیجن کی افزودگی کا بہترین ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شجر کاری کی خاص ترغیب دی، اور درخت لگانے پر اجر ملنے کا مژدہ بھی سنایا، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو مسلمان درخت لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔[بخاری، رقم الحدیث:۲۳۲۰]

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان درخت لگائے پھر اس میں سے کوئی کھائے تو لگانے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا، اور جو چوری کیا جائے گا اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا، اور جو درندے کھا جائیں اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا، اور جو پرندے کھا جائیں اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا، غرض یہ کہ جو شخص اس میں سے کم کرے گا وہ اس کا صدقہ ہو جائے گا۔[مسلم، رقم الحدیث:۳۹۶۸]

حضرت قاسم مولی بنی یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک شخص گزرا، اس وقت وہ دمشق میں پودا لگا رہے تھے، اس شخص نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ بھی یہ دنیاوی کام کر رہے ہیں، حالانکہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ملامت کرنے میں جلدی نہ کر، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص پودا لگاتا ہے اور اس میں سے کوئی انسان یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی مخلوق کھاتی ہے تو وہ اس پودا لگانے والے کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے۔[مسند احمد، رقم الحدیث:۲۸۲۷۰]

جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شجر کاری اور زراعت کی تلقین دی، وہیں اس بات کو بھی ناپسند فرمایا کہ درخت بے ضرورت کاٹے جائیں۔ عرب میں زیادہ تر ببول اور بیری ہی کے درخت ہوا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیری کے درخت کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص بلا ضرورت بیری کا درخت کاٹے گا اللہ اسے سر کے بل جہنم میں گرادے گا۔[ابوداؤد، رقم الحدیث:۵۲۳۹]

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہمیں اپنے گرد و پیش کو صاف ستھرا رکھنا چاہیے، اپنے آس پاس زیادہ سے زیادہ پودے لگانے چاہیے تاکہ اس روئے زمین کے فطری وسائل کو برباد ہونے سے بچایا جاسکے کیوں کہ ماحولیات کا تحفظ اسلام کا اہم ترین پہلو ہے۔ مذکورہ سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی درخشندہ تعلیمات کو بروئے کار لا کر قدرتی وسائل کے استعمال میں اعتدال، زمین میں توازن اور ماحولیات کو تحفظ عطا کیا جاسکتا ہے اور وسائل فطرت سے مالا مال دنیا کو گلوبل وارمنگ سے بچایا جاسکتا ہے۔

لہٰذا بحیثیت امتی ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے زمین اور اس کی فضا کو آلودگی سے بچائیں، اور ہر اس عمل سے اجتناب کریں جس سے زمین کے حسن اور ماحولیات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ پاکیزگی اور صفائی کے اعتبار سے اسلام سے بڑھ کر کوئی مذہب نہیں، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"الطهور شطر الايمان"

پاکیزگی نصف ایمان ہے۔[مسلم، رقم الحدیث:۵۳۴]

اس لیے ہمیں ہر قسم کی آلودگی سے پیدا ہونے والے مسائل کے تدارک کے لیے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس آلودہ ماحول سے آزادی حاصل کرنے کے لیے ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے گھر، دفتر، دوکان اور ارد گرد کو صاف رکھ کر نقصان دہ آب و ہوا سے آزاد رہیں۔ بڑے پیمانے پر شجر کاری کی جائے، درخت قدرت کی خوبصورت نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، آکسیجن خارج کرتا ہے اور فضا میں موجود آلودگی کو جذب کرلیتا ہے، مٹی اور صاف ہوا بھی پیدا کرتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو درخت لگانے کے فوائد سے آگاہ کیا جائے، بے جا درختوں کو کاٹنے سے منع کیا جائے تاکہ ہم اس آلودہ ماحول کو کم کرسکیں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و تعلیمات پر کامل طریقے سے چلنے کی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

گوشۂ ادب

ختم نبوت اور رد قادیانیت

علامہ بدر القادری کی مختصر مگر جامع کتاب

سید صابر حسین شاہ بخاری

علامہ بدر القادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے ہمیشہ اسلام اور سنیت کا دفاع کیا اور باطل فرقوں اور فتنوں کا تعاقب کیا۔ ان فرق ہائے باطلہ میں فتنۂ قادیانیت بھی آپ کے قلم کے نشانے پر رہا۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و افادیت اظہر من الشمس ہے۔ خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب یمامہ سے مسیلمہ کذاب نے اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس فتنۂ خبیثہ کے خلاف فیصلہ کن جہاد کیا اور مسیلمہ کذاب اور اس کے حامیوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ ختم نبوت کے دفاع میں یہ معرکۂ اولیں تھا جس میں بارہ سو سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے جام شہادت نوش فرمایا تھا۔

اسی طرح تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین اپنے اپنے دور میں کذابوں کا مقابلہ کر کے عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرتے رہے۔

برصغیر میں قادیان (گورداس پور) سے مرزا غلام قادیانی مسیلمۂ پنجاب بن کر سامنے آیا اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنساتا رہا۔

علما و مشائخ نے فتنۂ قادیانیت کے رد و ابطال میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن ان کی کاوشوں کے باوجود "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" یہ فتنۂ عظیمہ بن کر پھیلتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اس فتنۂ خبیثہ کو یہود و نصاریٰ کی سرپرستی اور لبرل اور سیکولر طبقہ کی آشیرباد حاصل ہے۔

حضرت علامہ بدر القادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں اپنی تقاریر سے اس فتنۂ عظیمہ کا رد بلیغ کیا ہے وہاں آپ نے جہاد بالقلم کے محاذ پر بھی اس کا تعاقب فرمایا ہے۔

آپ نے "ختم نبوت اور رد قادیانیت" کے عنوان سے ایک مختصر مگر جامع کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب مستطاب دو ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلے باب میں بارہ عنوانات ہیں۔

پہلا عنوان "لفظ خاتم لغت میں" ہے لغت کی روشنی میں خاتم کا معنی و مفہوم دیا گیا ہے اور قادیانی مغالطوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔

دوسرا عنوان "متکلمین کے فیصلے" ہے۔ اس کے تحت علامہ ابن کثیر، علامہ سید محمود آلوسی، علامہ ابن حبان اندلسی، امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، علامہ قاضی عیاض مالکی اور علامہ تفتازانی کے ارشادات و فرمودات کی روشنی میں خاتم النبیین کا معنی و مفہوم واضح فرمایا گیا ہے اور قادیانی مغالطوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔

تیسرا عنوان "قصر نبوت کی آخری اینٹ" ہے۔ اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مشہور حدیث صحیح اسناد کے ساتھ دی گئی ہے جو صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کتب میں موجود ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں ظلی، بروزی وغیرہ تمام مصنوعی اقسام نبوت کا پردہ فاش فرما دیا ہے اور دلائل و براہین کی روشنی میں تمام نبوتوں کا دروازہ بند ہو کر رہ گیا ہے۔

چوتھا عنوان "گروہ انبیاء علیہم السلام سے پوچھو" ہے۔

اس میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ارشادات و فرمودات کی روشنی میں اور معراج النبی کے حوالے سے پیغمبر آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کا استدلال کیا گیا ہے۔

پانچواں عنوان "عرصۂ قیامت میں اعلان ختم نبوت" ہے اس میں حدیث شفاعت سے ختم نبوت کا استدلال کیا گیا ہے۔

چھٹا عنوان "خاتم النبیین کے بعثت کا انتظار" ہے۔ اس میں فاضل محقق اور مصنف نے ثابت فرمایا کہ بعثت سے پہلے خانقاہوں اور گرجوں میں معتکف کتب سماوی کا علم رکھنے والے راہبین کو بھی

معلوم تھا کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور آخر الرسل ہیں۔ اس میں آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" سے بھی حوالے پیش فرمائے ہیں۔

یہاں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں: "اللہ اللہ، اس زمانے کے یہود ونصاریٰ و مجوس تو بالاتفاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو جانے کی شہادتیں دیں اور آج کل کے کذاب بدلگام مدعیان اسلام یہ شاخسانے نکالیں۔"

اسی عنوان کے تحت اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے حاشر، عاقب، مقفی اور ملاحم سے بھی ختم نبوت کا استدلال کیا گیا ہے۔

ساتواں عنوان "خاتمیت پر نص قرآنی" ہے۔ اس میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر چالیس جسے آیت ختم نبوت بھی کہا جاتا ہے کی تشریح وتفسیر دی گئی ہے۔

آٹھواں عنوان "عقیدۂ ختم نبوت اور تاریخ اسلام" ہے۔ اس میں تاریخ اسلام میں سے دور صدیقی میں مدعیان نبوت کا ہولناک انجام دیا گیا۔ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا عبرت ناک انجام دیا گیا ہے اور مسیلمہ کذاب کو کذابوں کا محور قرار دیا گیا ہے۔ نوواں عنوان "عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور صحابہ کرام کی سرفروشی" ہے۔ اس میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں یمامہ کے مقام پر معرکۂ اولیں کا مختصر مگر جامع احوال دیا گیا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی سرفروشی اور فداکاری رقم کی گئی ہے۔

دسواں عنوان "مرزا قادیانی" ہے۔ اس میں فتنۂ قادیانیت کے بانی مرزا غلام قادیانی آنجہانی کا مختصر تعارف دیا گیا ہے۔

گیارہواں عنوان "قادیانیت کا جائزہ" ہے اس میں فتنۂ قادیانیت کے باطل عقائد ونظریات کی قلعی کھولی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ، نبوت ورسالت اور انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اس فتنۂ خبیثہ کی گستاخیاں اور بے باکیاں دی گئی ہیں۔

دلائل وبراہین کے اجالے میں مرزا قادیانی کو فرنگی ایجنٹ اور انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دیا گیا ہے۔

کتاب کے دوسرے باب میں عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے بیالیس احادیث نبویہ پیش کی گئی ہیں تمام احادیث کی اسناد دی گئی ہیں اور عربی متن کے ساتھ اردو زبان میں رواں دواں ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ ہماری نوجوان نسل کو فتنۂ قادیانیت، فتنۂ ذکریت اور فتنۂ بہائیت سے بچانا ہم سب کا فرض اولیں ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں طلبا کرام کو یہ تمام احادیث نبویہ ازبر کرانا بہت ہی ضروری ہے۔

ہمارے آئمۂ مساجد اور ہمارے مدارس میں ان احادیث نبویہ کا درس دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مجموعی طور پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں یہ کتاب مختصر مگر جامع اور مفید تر ہے۔

فاضل محقق اور مصنف علامہ بدر القادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہی محققانہ اور ناصحانہ انداز میں یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ کتاب کا اسلوبِ تحریر عام فہم، سہل اور شستہ ہے۔

آپ نے اس مختصر سی کتاب میں عقیدۂ ختم نبوت کی نہایت ہی جامع تشریح وتوضیح پیش فرمائی ہے اور فتنۂ قادیانیت کی نقاب کشائی بھی اس کی کتابوں کی خانہ تلاشی لے کر فرمائی ہے۔ گویا آپ نے دریا کو کوزے میں بند فرما دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے قاری اس موضوع پر بڑی اور ضخیم کتابوں سے بے نیاز ہو کر رہ جائے گا۔

فاضل محقق اور مصنف علامہ بدر القادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ مجبی مخلصی عزیزی مولانا ذیشان رضا امجدی زید مجدہ اہل سنت کے ایک باذوق اور نہایت ہی فعال نوجوان عالم دین ہیں۔ آپ اس کتاب مستطاب کی از سر نو ترتیب وتدوین فرما کر امسال حضرت بدر العلما رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر نہایت ہی آب وتاب سے شائع فرما کر منظرِ عام پر لا رہے ہیں۔ ماشاء اللہ، بہت خوب اللّٰھم زد فزد۔

ناچیز ہیچ مدان آپ کو عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے حضرت بدر العلما علامہ بدر القادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نادر ویادگار کتاب منظر عام پر لانے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی اس علمی وفکری کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور اسے شہرت عام اور بقائے دوام بخشے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلما ملتہ اجمعین۔

نقدونظر

تذکرۃ المصنفین

مولانا فرحان مصطفیٰ نظامی

علم دوست افراد کی پہلی پسند ثابت ہونے والا عظیم شاہکار "تذکرۃ المصنفین" مطالعہ کی میز پر ہے، جو اپنی گوناگوں خصوصیات کے ساتھ منفرد شناخت کا حامل ہے گویا درس و تدریس اور مطالعہ کے شائقین کے لیے نوید صبح لے کر نمودار ہوا ہے، کیوں کہ قاری کے لیے کسی کتاب یا صاحب کتاب سے متعارف ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کتاب کے مضمون سے واقفیت ضروری ہے، بایں طور کہ قاری جس کتاب کو پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر اس کتاب کے موضوعات اور مصنف کے حالات سے واقف ہو کر استفادہ کرے گا تو دلچسپی برقرا رہے گی اور اجنبیت کا شائبہ بھی نہیں ہوگا، مزید یہ کہ صاحبِ کتاب کے بارے میں جاننے سے ہمیں ان کا عقیدہ، مسلک، طرز تعلیم و تعلم، طریقۂ عبادت و ریاضت کا پتا چلے گا جس سے ہمارے دل میں ان کے لیے محبت پیدا ہوگی اور اور کتاب وصاحب کتاب کی برکتیں زندگی کا حصہ بنیں گی۔

عرصہ دراز سے صاحبان درس و تدریس اس سوال کا جواب تلاش رہے تھے اور بڑی شدت سے اس امر کی ضرورت بھی محسوس کر رہے تھے کہ اس موضوع سے متعلق سوال کا جواب کوئی تو حل کر کے منظر عام پر لائے تاکہ ایک ہی نظر میں کتاب و صاحب کتاب کے متعلق بنیادی معلومات مستحضر ہو سکے، کیوں کہ کسی بھی چیز میں دلچسپی پیدا اسی صورت میں ہوگی جب اس کا پس منظر یا اس کا تعارف ذہن میں ہوگا، دریں اثنا جہان خط و کتابت کے ابھرتے ہوے نوجوان قلم کار "مولانا عمران رضا عطاری مدنی متوطن بنارس نے اس سوال کا جواب پیش کر کے اور چند لطیف رازوں سے پردہ اٹھا کر کے سب کو چونکا دیا کیوں کہ سوا تیرہ سو سال پر محیط اس وسیع و عریض فلسفے کو شائستگی اور عمدگی کے ساتھ یکجا کرنا کسی عام مصنف کی بات نہیں بلکہ انہی کا حصہ تھا۔

زمانہ طالب علمی سے ہی مضمون نویسی موصوف کا مشغلہ خاص رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ موصوف نے کم عمری ہی میں اساتذہ کے منظور نظر بننے کا تمغہ اپنے دامن میں سمیٹ لیا اور اساتذہ کے فیضان سے آج موصوف کی درجنوں کتب و رسائل بزم مطالعہ کی زینت ہیں اور کچھ مرحلہ طباعت کی نذر ہیں، جن میں چند کتب و رسائل یہ ہیں۔

تذکرۃ المصنفین، مشاجرات صحابہ اور نظریہ اہل سنت، اختیارات مصطفیٰ ﷺ، اختیارات مصطفیٰ ﷺ رومن اردو، حلیۂ مصطفیٰ ﷺ لکھنا ضروری ہے، شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر، ائمہ ستہ اور اور صحاح ستہ، قیامت کا دن، ہمارا پیارا ہندوستان، قواعد جرح و تعدیل، امام احمد رضا بحیثیت مصنف اعظم، رضا کی زباں تمھارے لیے، خودکشی اسباب و تدراک، کیا بتاؤں کہ کیا مدینہ ہے، شہر مصطفیٰ ﷺ، ترجمہ: حسن الظن باللہ، فیضان تاج الشریعہ، نصاب علم حدیث، نصاب رجال حدیث وغیرہ۔

بہر حال! زیر تبصرہ کتاب تقاریظ، فہارس اور مقدمہ سمیت 560 صفحات پر مشتمل ہے جسے انڈیا سے فاروقیہ بکڈپو دہلی نے جب کہ پاکستان سے اکبر بک سیلرز لاہور نے دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا ہے، جو کتاب کے ظاہری حسن کو سنوارنے کے لیے کافی ہے اور باطنی حسن کو نکھارنے کے لیے کتاب کی ابتدا میں مصنف کا گراں قدر

مقدمہ ہے، جس نے کتاب کی زینت کو دوبالا کر دیا ہے، اور مقدمہ اس قدر دلچسپ ہے کہ اس کو پڑھنے سے ہی مکمل کتاب کے مطالعہ کا اشتیاق پیدا ہو جاتا ہے اور قاری کو احساس تک نہیں ہوتا وہ بلا اکتاہٹ مکمل کتاب مطالعہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس میں بانیِ درس نظامی کے حالات اور درس نظامی کا پسِ منظر، از قلم: مولانا فیضان سرور مصباحی بھی شامل ہے۔

اور اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ طرز تحریر نہایت ہی سادہ و سلیس ہے اور مزید یہ کہ شمیم افشاں قلم کے استعمال سے بکھری ہوئیں ندرت و افکار کی دلکش نیرنگیاں اور کتاب کے مضامین میں قلمی روانی، شائستگی، شیفتگی، عمدگی کی لطیف روشنی دیدنی ہیں۔

کتاب کی اہمیت و عظمت کا نایاب پہلو یہ ہے کہ مصنف موصوف نے درس نظامی میں شامل تمام کتب کے احاطہ کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کا بھی ذکر کیا ہے جو اب اکثر مدارس میں داخل نصاب نہیں، مصنف نے کتب معتبرہ کو مرجع بنایا ہے اور کتاب و صاحب کتاب کے متعلق گفتگو کرنے کے ساتھ متعلقہ کتب کی شروحات و حواشی کے نام مع مصنفین بھی ذکر کیا ہے۔ مصنف نے قاری کی سہولت کے پیش نظر فہرست کو دو الگ انداز سے مرتب فرمایا ہے، ایک علوم و فنون کے لحاظ سے ہے جبکہ دوسرا حروف تہجی کی ترتیب پر ہے۔

اور مصنف موصوف نے جن کتب کا ذکر فرمایا ہے ان کی تفصیلی تعداد یوں ہے۔

کتب تفسیر:8، کتب حدیث:14، کتب اصول حدیث:11، کتب فقہ:13، کتب اصول فقہ:8، کتب عقائد:15، کتب نحو:14، کتب صرف:12، کتب بلاغت:5، کتب منطق:18، کتب توقیت وہیئت:6، کتب مناظرہ:2، کتب فلسفہ:6، کتب ادب:13، کتب میراث:4، کتب تجوید:9، کتب سیرت:5، کتب تصوف:2، کتب فارسی:4۔

اس کتاب کی خصوصیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے اس پر تقریظ لکھتے ہوئے تلمیذ حضور حافظ ملت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی لکھتے ہیں:

درسی کتابوں کے درس اور مطالعے کے وقت فطری طور پر اس بات کی تلاش ہوتی ہے کہ کتاب کا مصنف کون ہے، کہاں کا رہنے والا ہے اور اس کا زمانہ کیا ہے۔ اس کے تلامذہ، اساتذہ کون کون ہیں، اور مصنفین کی مزید کتابیں کون سی ہیں۔ یہ کتاب (تذکرۃ المصنفین) اس ضرورت کو ان شاء اللہ پوری کرے گی۔ طلبہ و علما اور اساتذہ کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ پوری کتاب حوالوں سے جکڑی ہوئی ہے اس لیے درجہ استناد بھی رکھتی ہے۔ آخر میں مراجع و مآخذ کی تفصیل بھی، اس طرح یہ کتاب جدید تقاضوں سے بھی جڑی ہوئی ہے۔ میں نے پوری کتاب دیکھ کر یہ اندازہ لگایا ہے اور کوئی بھی قاری اس کو پڑھ کر یقین کرے گا کہ مصنف یا مرتب نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ ورنہ کسی ابتدائی علم کار سے اس کی کم ہی توقع کی جاتی ہے۔

(تذکرۃ المصنفین، ص:۱۵)

محقق اہل سنت شیخ الحدیث مفتی حسان عطاری مدنی لکھتے ہیں:

تذکرۃ المصنفین" کے نام سے یہ کتاب مولانا محمد عمران رضا مدنی بنارسی صاحب زید مجدہ نے تحریر کی ہے، بعض مقامات سے کتاب کو دیکھنے کا موقع ملا، بہت محنت کے ساتھ کتاب مرتب کی ہے، اور ایک اچھی ترتیب کے ساتھ ایک موضوع کی کتب اور ان کے مصنفین کے تعارف کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے، جس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ جس کو جس فن کے ساتھ شغف ہے وہ ان کتب کی معرفت ایک ہی جگہ سے حاصل کر سکتا ہے۔ پھر ان کتب کا تعارف بھی شامل کیا گیا ہے جو اب درس نظامی میں شامل نصاب نہیں۔ اسلامی جامعات و مدارس کے اساتذہ کرام کے لیے اس طرح کی کوشش ایک بہترین چیز ہے، وہ درس نظامی کی کتابیں پڑھانے کے ساتھ ساتھ اس تذکرہ کو بھی مطالعہ میں رکھیں، امید ہے کہ زیر تدریس کتاب اور صاحب کتاب کے منہج اور اس کے شروح سے متعلق بنیادی معلومات فراہم کرنے میں یہ تذکرہ اہم کردار ادا کرے گا۔ طلبہ کو بھی مطالعہ میں رکھنا چاہیے کہ بزرگانِ دین، علمائے کرام اور محققین اسلام کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے، ان کے حالات پڑھ کر اپنی زندگی کو صحیح رخ دینے میں بہت مدد ملتی ہے۔ (تذکرۃ المصنفین، ص:۱۹)

خلاصہ یہ کہ مصنف گرامی قدر مولانا عمران رضا عطاری مدنی متوطن بنارس مستحق مبارک باد ہیں کہ اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا، کتاب میں چند مقامات پر کمپوزنگ کی غلطیاں ہیں امید ہے کہ دوسرے ایڈیشن میں تصحیح کر لی جائے گی، مالک لم یزل سے دعا گو ہوں کہ خلاق عالم آپ کے قلم کو برکات کا مجموعہ اور خدمت دین کا ذریعہ بنائے آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔ ■■■

ڈاکٹر ساحل سہسرامی مصباحی: ایک مقناطیسی شخصیت

محمد ولی اللہ قادری

مذہبی اسکالر اور تقریباً دو درجن کتابوں کے مصنف اور محقق مفتی ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی مصباحی ساحل سہسرامی کے ناگہانی انتقال کی خبر سن کر دل بہت مغموم ہو گیا کیوں کہ ان کا انتقال مذہبی اور تحقیقاتی دنیا کا عظیم خسارہ ہے، مرحوم نے جہاں ایک بلند پایا فقیہ کی حیثیت سے اپنی شناخت قائم کی وہیں عربی ادب میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں اس لیے ساحل سہسرامی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کی شخصیت اس لیے ممتاز تھی کہ اکابر علما، مشائخ اور محققین نے ان کی صلاحیت کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ ان سے علمی اور تحقیقی کام بھی لیا جن میں پروفیسر مختار الدین احمد آرزو اور پروفیسر سید محمد امین میاں برکاتی کی شخصیت شامل ہے۔ ساحل سہسرامی کی علمی خدمات سے استفادہ تو دور طالب علمی سے کرتا رہا ہے یاد آتا ہے کہ بریلی شریف میں دوران طالب علمی ان کی مرتبہ کتاب "فتاویٰ ملک العلما" کا بالاستیعاب مطالعہ کیا وقفہ وقفہ سے ان کے تحقیقی و تنقیدی مضامین پڑھتا رہا مرکزی ادارہ شرعیہ بہار، پٹنہ پہنچا تو وہیں ان سے پہلی ملاقات ہوئی۔ ملاقات کی روداد بھی دل چسپ ہے، ہمارے ساتھی مولانا مطلوب رضا علیمی مرحوم نے بتایا کہ آج مفتی ساحل سہسرامی کی تشریف آوری ہونے والی ہے، میرے ذہن میں ان کا حلیہ یہ تھا لحیم ہوں گے اور جبہ قبہ میں ہوں گے لیکن دیکھا کہ ایک شخص عام لباس میں ادارہ شرعیہ آیا مجھے لگا کہ کسی مدرسے کا کوئی محصل ہے کہ ادارہ شرعیہ میں پورے بہار جھارکھنڈ کے مدارس کے ذمے ذمے داران تصدیق نامہ کے لیے آتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں مفتی مطلوب رضا علیمی مرحوم نے آکر بتایا کہ یہی حضرت مفتی ارشاد احمد ساحل سہسرامی مصباحی ہیں۔ یہ بھی عجیب اتفاق کہ مرحوم سے آخری ملاقات ادارہ شرعیہ پٹنہ میں گزشتہ سال ہوئی۔ حضرت فقیہ ملت پیر طریقت استاد محترم مفتی محمد حسن رضا نوری مد ظلہ صدر مفتی مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ سے محو گفتگو تھے اسی دوران خاکسار حاضر ہوا۔ حضرت فقیہ ملت نے ناچیز کی سرگرمیوں سے ان کو مطلع فرمایا تو حضرت ہماری طرف متوجہ ہوئے اور خوب دعاؤں سے نوازا۔ چھپرا کے حالات دریافت کیے اور مولانا ابوالفرید مصباحی سے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ یاد آتا ہے دوران گفتگو حضرت ساحل سہسرامی مرحوم نے تربیت افتا کے علمائے کرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ سب سے زیادہ مفید اور مجرب وظیفہ قرآن کی تلاوت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ قرآن کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا جائے اور تسلسل کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ مفتی ساحل سہسرامی کی متعدّد کتابیں اور مضامین کا مطالعہ کیا ان میں ان کی مرتبہ فتاویٰ ملک العلماء مجھے بہت پسند آیا اور اس سے بھرپور استفادہ کیا، اس کتاب کے مطالعے سے قبل ناچیز خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، ملک العلما مولانا محمد ظفر الدین قادری بہاری کو محدث ہی جانتا تھا لیکن فتاویٰ ملک العلما کے مطالعے سے یہ فائدہ ہوا کہ ملک العلما کو عظیم فقیہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ افسوس صد افسوس ۱۷ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۲۰۲۴ء بروز بدھ فجر کی نماز ادا کرنے اور قرآن کی تلاوت کے بعد موبائل آن کیا تو علم کا پہاڑ مفتی ارشاد احمد ساحل سہسرامی مصباحی کی شدید علالت کی خبر ملی پھر تھوڑی دیر کے بعد انتقال کی خبر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی نور اللہ مرقدہ کے وصال کے وقت راقم الحروف کی جو کیفیت ہوئی تھی وہی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اسی وقت فون کر ان کے ہمدم رفیق مولانا ابوالفرید مصباحی جلال پور چھپرا کو فون کیا تو انھیں بھی حیرت ہوئی دھیرے دھیرے ناقابلِ انکار خبریں موصول ہونے لگیں۔

جنازے کی نماز اسی دن بعد نماز عصر علامہ ملک الظفر سہسرامی مد ظلہ کی امامت میں ادا کی گئی اور سہسرام میں ہی مدفون ہوئے مولانا ابوالفرید مصباحی کی سربراہی میں چھپرا سے آٹھ افراد پر مشتمل وفد جنازہ میں شریک ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت ساحل سہسرامی کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

شریک غم محمد ولی اللہ قادری

۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۳۰ جولائی ۲۰۲۴ء

مفتی ڈاکٹر ارشاد احمد ساحل سہسرامی مصباحی کا انتقال پُر ملال

مولانا محمد آصف جمال جمالی

موت بر حق ہے اور وعدۂ الٰہی "کل نفس ذائقة الموت" اٹل ہے۔ ہر انسان کو یہاں سے رختِ سفر باندھنا ہے اور موت کی آغوش میں ابدی نیند سونا ہے۔ جماعتِ اہلِ سنت کے مایۂ ناز عالمِ دین، باصلاحیت مفتی اور مختلف دینی و علمی موضوعات پر تقریباً پچاس کتب و رسائل تصنیف کرنے والے شاہین صفت مصنف آج 24/ جولائی 2024ء بروز چہار شنبہ اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے اور اپنے اہلِ خانہ کے علاوہ ہزاروں عوام و خواص کو سوگوار کر کے عازمِ سوئے جناں ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی رحلت نہایت رنج و غم کا باعث اور ہم فرزندانِ اشرفیہ کے لیے کرب و الم کا سبب ہے، لیکن مشیتِ ایزدی کے سامنے انسان مجبور ہے۔ ان للہ ما أخذ ولہ ما أعطیٰ وعندہ لکل اجل مسمیٰ. ایسی نادرِ روزگار شخصیات بہت کم پیدا ہوتی ہیں جن کے دینی و علمی کارناموں سے دنیا مستفیض ہوتی ہے۔ آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے قابلِ فخر فرزند تھے۔ فراغت کے بعد آپ نے اپنے مادرِ علمی میں تدریس و افتا کی خدمت انجام دی۔ آپ کے ایک ہزار فتاوے پر شارحِ بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ کی تصدیقات موجود ہیں۔ آپ نے اپنی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ دعوت و تبلیغ، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزارنا۔ آپ کی تحریریں خالص علمی اور تحقیقی نوعیت کی حامل ہیں۔ پوری زندگی نہایت خاموشی کے ساتھ تصنیف و تالیف کے کاموں میں لگے رہے اور خود کو قرطاس و قلم سے جوڑے رکھا۔ آپ ایک باکمال عالم و فاضل اور مدرس و مفتی کے ساتھ عظیم المرتبت محقق و ناقد اور ادیب و شاعر بھی تھے۔ غرض کہ آپ بہت ساری خوبیوں اور خصوصیتوں کے مالک تھے۔ سربراہِ اہلِ سنت حضرت مولانا ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی مارہروی دام ظلہ العالی کے بڑے قریبی اور منظورِ نظر تھے۔ ساداتِ مارہرہ کے زیرِ سایہ رہ کر آپ نے بڑے بڑے علمی و تحقیقی کام انجام دیے۔ ابھی آپ کو اور بھی بہت سارے علمی و تحقیقی پروجیکٹ پر کام کرنا تھا، لیکن موت نے سارے منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔ علمی خوبیوں کے علاوہ آپ کے اندر بہت ساری خوبیاں بھی تھیں۔ آپ متقی، پرہیزگار اور عالمِ ربانی تھے۔ حسنِ اخلاق کے پیکر، سنجیدہ مزاج، کم گو اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ بڑوں کے ادب شناس اور اپنے تلامذہ اور شاگردوں پر نہایت شفیق و مہربان تھے۔ آپ نے متعدّد سال تک جامعہ اشرفیہ مبارک پور جیسی عظیم اور مرکزی درس گاہ میں درس و تدریس کی خدمت انجام دی اور سیکڑوں کی تعداد میں شاگرد پیدا کیے۔ اللہ رب العزت آپ کی دینی و علمی اور قلمی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آپ کے صغائر و کبائر کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین!

-*-*-*-*-*-*-*-

(ص: 56 کا بقیہ) اور کسی بھی بد طینت اور بد خصلت کو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف زبان نہیں کھولنے دیں گے۔ اس پر ہمارا ماضی بھی نہایت ہی روشن اور تابناک رہا ہے۔

افسوس صد افسوس کچھ عرصہ سے ہمارے اس ملک میں فتنۂ قادیانیت، فتنۂ ذکریت اور فتنۂ بہائیت کی ریشہ دوانیوں میں تیزی دیکھنے میں آئی ہے۔

مبارک ثانی قادیانی مقدمہ میں تو سپریم کورٹ کے جج قاضی فائز عیسیٰ نے تو قادیانیوں پر نوازشات کی انتہا کر دی ہے۔ اور قادیانیوں کو اپنے گھروں اور اپنے نجی اداروں میں قادیانت کی تبلیغ واشاعت کی اجازت دے دی ہے سپریم کورٹ کا 24/جولائی 2024ء کا مبارک ثانی مقدمہ کا فیصلہ قرآن و سنت اور آئین پاکستان کے منافی ہے۔

ہم تمام محافظین ختم نبوت، اراکین ختم نبوت اکیڈمی، سہ ماہی مجلہ "الحقیقہ، پاکستان، سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) اور سہ ماہی مجلہ "سوئے طیبہ" (آن لائن) کی مجلسِ ادارت و مشاورت کے تمام اراکین اس فیصلہ کو مسترد کرتے ہیں، اس کی مذمت کرتے ہیں اور اس پر اپنے بھرپور احتجاج کا حق رکھتے ہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی یا کوئی تحریر کی وہ دنیا و آخرت دونوں جہاں میں ذلیل و خوار ہوگا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلما ملتہ اجمعین۔

از: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

صدائے بازگشت

جولائی کا اداریہ بہت خوب ہے

مفکر اسلام علامہ مبارک حسین مصباحی مدیر اعلیٰ ماہنامہ اشرفیہ

سلام مسنون

ماہنامہ اشرفیہ جولائی 2024 کا شمارہ نیٹ پر مطالعہ کیا۔ آپ کا اداریہ بعنوان " اسلام میں شجر کاری کی اہمیت "بہت خوب ہے۔ شجر کاری عصر حاضر کا ایک حساس موضوع ہے۔ سائنسی ارتقا اور صنعتی ترقی کے اس دور میں ماحولیاتی آلودگی بڑھتی جا رہی ہے۔ موسمیاتی تبدیلیوں کا توازن بگڑ رہا ہے۔ رواں برس جون اور جولائی میں پڑنے والی شدید گرمی نے کئی برس کے ریکارڈ کو توڑ دیا ہے۔ آپ نے قرآن وسنت کے حوالے سے شجر کاری کی اہمیت وضرورت اور اس کے فوائد وثمرات کو خوش کن اسلوب میں بیان فرمایا ہے۔ ساتھ ہی شجر کاری اور درختوں کے تحفظ کے حوالے سے جن امور کی جانب نشان دہی فرمائی ہے، ان کو عمل میں لانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

درخت ماحولیاتی آلودگی کو کم کرتے ہیں اس لیے حکومت کی جانب سے مختلف مواقع پر شجر کاری مہم چلائی جاتی ہے۔ تاکہ درختوں کے ذریعہ ماحولیاتی آلودگی کو کچھ حد تک کم کیا جا سکے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں ہر سال 20 جولائی کو حکومتی سطح پر کثیر تعداد میں پیڑ پودے لگائے جاتے ہیں۔ رواں برس میں ملک کے وزیر اعظم نریندر مودی نے اس مہم کو ایک نئے عنوان "ایک پیڑ ماں کے نام" سے متعارف کرایا ہے۔ جو انتہائی خوش آئند قدم ہے۔

وزیر اعظم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے یوپی کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے 20 جولائی 2024 کو لکھنؤ میں شجر کاری مہم کا آغاز کیا۔ ریاستی حکومت کا ہدف 36 کروڑ سے زائد پودے لگانے کا ہے۔ ریاستی حکومت نے یوپی کے سبھی مدارس میں بھی شجر کاری کرنے کا ہدایت نامہ جاری کرتے ہوئے کہا تھا کہ "ایک پیڑ ماں کے نام لگائیں"۔ جس کے تحت یوپی کے مدارس میں ہزاروں پودے لگائے گئے۔

شجر کاری کے بے شمار فوائد ہیں۔ درخت سے انسان اور حیوانات (جانور، چرند وپرند) کی بہت سی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ اس لیے ہر مذہب کے ماننے والے شجر کاری کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

مذہب اسلام نے درخت لگانے کو صدقہ قرار دیا ہے۔ بظاہر درخت لگانا ایک معمولی اور دنیوی کام ہے۔ لیکن دین اسلام نے اس عمل کو عبادت کا درجہ عطا فرمایا ہے۔

آپ نے اپنے اداریہ میں لکھا ہے کہ "حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آزادی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین سو پودے اپنے دست نبوت سے لگائے" اس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ شجر کاری کا تعلق براہ راست سنت نبوی سے ہے۔ بلاشبہ درخت لگانا اور اس کی نگہداشت کرنا بہت عظیم عمل ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس علم حاصل کرنے کی غرض سے کچھ طلبہ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ درخت لگا رہے ہیں، تو ان طلبہ نے تعجب سے عرض کیا کہ آپ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہو کر یہ دنیوی کام کر رہے ہیں؟ تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے کوئی درخت اگایا، تو اس میں سے کوئی انسان، پرندہ یا کوئی اور جانور جو کچھ بھی (یعنی پھول، پتے یا پھل وغیرہ) کھاتا ہے تو اللہ اس کو اس کا اجر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ (الترغیب والترہیب)

شجر کاری کتنا اہم اور مہتم بالشان امر ہے اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے بھی لگایا جا سکتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اگر قیامت قائم ہونے لگے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہو تو اگر قیامت قائم ہونے سے پہلے اسے لگا سکتا ہے تو لگا لے۔ پتا چلا قیام قیامت سے پہلے تک شجر کاری تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو شجر کاری کی جانب بطور خاص توجہ دینی چاہیے اور ہر اہم موقع پر اپنے آس پاس پیڑ ضرور لگانا چاہیے تاکہ فضا خوشگوار اور آلودگی سے پاک رہے۔ دین اسلام میں شجر کاری کی جو اہمیت ہے علما و مبلغین کو اپنے خطاب میں اسے بیان بھی کرنا چاہیے تاکہ مسلمانوں کے اندر پیڑ لگانے کے متعلق بیداری پیدا ہو۔

اس اہم مضمون کی خامہ فرسائی پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے میں بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ درخت ہمارا قیمتی ورثہ ہے۔ پیڑ لگانا حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ لہذا ہم سب اپنے بزرگوں اور مرحومین کے نام پر درخت ضرور لگائیں تاکہ آنے والی نسلیں اس سے مستفید ہو سکیں۔

الجامعۃ الاشرفیہ کے مؤقر استاذ حضرت مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری صاحب کا قسط وار مضمون "قرآنی تعلیمات اور مریضوں کے لیے خصوصی مراعات" بھی قارئین کی توجہ اپنی جانب مبذول کراتی ہے۔ اسلام دین یسر اور آفاقی مذہب ہے۔ اسلامی نظام میں انسانی زندگی کے تمام گوشوں کا حل موجود ہے۔ دوا اور علاج و معالجہ انسان کی اہم ترین ضرورت ہے۔ بیماری کی حالت میں انسان جسمانی طور پر کمزور ہو جاتا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے بوجھ کو ہلکا کر دیا جائے، اسے آرام کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ بیماروں کے لیے فرائض واجبات کی تکمیل میں آسانی پیدا ہو اور وہ جلد صحت یاب بھی ہو جائیں۔ مولانا ازہری نے قرآنی تعلیمات وارشادات کی روشنی میں ان تمام گوشوں پر اچھی طرح سے روشنی ڈالی ہے۔ میڈیکل سائنس اور طب نبوی کی افادیت کو بھی کتاب وسنت کی روشنی میں اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ نبوی طریقۂ علاج کی اہمیت بھی لوگوں پر واضح ہو۔ فقط والسلام

محمد عرفان قادری

خادم التدریس والصحافہ مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ

پاکستانی سپریم کورٹ کا قادیانیوں کے حق میں فیصلہ تاریخ کا بدترین فیصلہ ہے عقیدہ ختم نبوت جزو ایمان ہے۔

علما مشائخ وائمہ مساجد جمعہ کا خطبہ عقیدہ ختم نبوت ﷺ پر کریں۔ (رضا اکیڈمی)

مکرمی ---السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پاکستان کے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے قادیانیوں کو لے کر اپنا فیصلہ سناتے ہوئے ملعون و مرتد فرقہ قادیانی کو خصوصی مراعات دیتے ہوئے انھیں تبلیغ کرنے کی اجازت دی ہے، وہ بہت ہی افسوس ناک ہے بلکہ یہ قیام پاکستان کے بعد سے اب تک کا بدترین فیصلہ ہے۔ پاکستانی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس فائز عیسیٰ نے جس طرح سے تمام جماعتوں کے قائدین کی طرف سے پیش کیے گئے دلائل کو نظر انداز کرتے ہوئے قادیانیوں کو تبلیغ کی خصوصی رعایت دی ہے وہ پوری امت مسلمہ کے لیے شدید درد و کرب کا سبب ہے۔ کیوں کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے لیے جزو ایمان ہے جس کے لیے مسلمان تن من دھن سب قربان کر کے تحفظ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کرے گا۔

پاکستانی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے قادیانیوں کے حوالے سے جو فیصلہ دیا ہے وہ مسلم امہ کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں ہے، ہمارا تو مرنا جینا ہی تحفظ عقیدہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ مسئلہ صرف پاکستان تک محدود نہیں ہے بلکہ عقیدہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہر مسلمان تک ہے، مذکورہ فیصلے کا اثر پوری دنیا پر پڑا ہے اس لیے بھارت سمیت پوری دنیا کے مسلمان کھل کر چیف جسٹس کے فیصلے کی مذمت کرتے ہیں اور اس کو فوری طور پر واپس لینے کی مانگ کرتے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے قیمتی اثاثہ ہے جس کی حفاظت وصیانت مسلمانوں کا اولین فریضہ ہے، اس لیے جمعہ کو علمائے کرام وائمہ مساجد صرف اور صرف عقیدہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر خطاب کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ عوام بدترین فرقہ قادیانی کے حوالے سے باخبر ہوں۔

فقط—اسیر مفتی اعظم، محمد سعید نوری

سکریٹری جنرل رضا اکیڈمی

********************-*-*-*-*-*

عالمی خبریں

غزہ پر اسرائیلی کنٹرول عارضی طور پر بھی قبول نہیں

فلسطینی اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے کہا ہے غزہ کو لازماً جائز فلسطینی اتھارٹی کے ہی حوالے کیا جانا چاہیے۔

اسرائیل کے عارضی طور پر غزہ پر کنٹرول جاری رکھنے کے منصوبے قابل قبول نہیں ہیں۔ وہ منگل کے روز روسی خبر رساں ادارے سے گفتگو کر رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ پی ایل او اور فلسطینیوں کی جائز اتھارٹی پی اے ہی غزہ کو چلانے کی ذمہ دار ہونی چاہیے اور ہم غزہ پر اسرائیل کے عارضی کنٹرول کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔

آر آئی اے کو دیے گئے انٹرویو میں محمود عباس نے کہا' اس میں کوئی شبہ نہیں رہا کہ حماس کے سربراہ کو قتل کرنے والوں کا مقصد کیا تھا۔ محض یہ جنگ بندی کی کوشش روکی جائے اور جنگ کو لمبا کر کے اس کا جنگی دائرہ خطے میں پھیلا دیا جائے۔

ایک سفارتی ذریعے نے آر آئی اے کو بتایا ہے کہ محمود عباس اگلے ہفتے میں 12 اگست سے 14 اگست تک تین روزہ دورے پر روس آرہے ہیں۔ خیال رہے اس سال کے شروع سے ہی روس فلسطینی قائدین کے ساتھ رابطے میں ہے۔

روس کی دعوت پر پی ایل او اور حماس کا ایک اعلیٰ سطح کا وفد رواں سال کے شروع میں روس کا دورہ کر چکا ہے۔ جس کا مقصد فلسطینی تنظیموں کے درمیان مفاہمانہ رول پیدا کرنا تھا۔ اس کے فالو اپ کے طور پر اپریل میں چین میں فلسطینی جماعتوں کا اکٹھ ہوا اور اب پچھلے ماہ جولائی میں دوبارہ چین کی میزبانی میں فلسطینی رہنما اکٹھے ہوئے۔ جہاں چین کے تعاون سے فلسطینی تنظیموں کے درمیان باہمی تعاون اور فلسطین کے مستقبل کے لیے مشترکہ کوششوں اور حکمت عملی پر اتفاق کیا گیا۔

فلسطینی تنظیموں کے چین میں کیے جانے والے اتفاق رائے کے کچھ ہی دن بعد حماس رہنما کو تہران میں قتل کر دیا گیا۔

حماس رہنما کے قتل پر محمود عباس نے بھی سخت ردعمل کا اظہار کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا اب ہمیں متحد ہونا ہوگا۔ آر آئی اے سے انٹرویو کے دوران محمود عباس نے کہا ہے کہ اسماعیل ھنیہ کا قتل ایک بزدلانہ کارروائی تھی اور فلسطینی قائدین کو اس طرح قتل کرنے کی اسرائیلی حکمت عملی اسرائیلی سیاست کے لیے بڑی خطرناک پیش رفت ہے۔ انھوں نے اس امر کا اعادہ کیا کہ مغربی دنیا آزاد فلسطینی ریاست کو 1967 کی سرحدات پر قائم کرنے کے معاملے کو مسلسل نظر انداز کر رہی ہے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے تصدیق کی وہ روس کے دورے پر آرہے ہیں اور ان کے دورے کا مقصد امن عمل کو آگے بڑھانے کے لیے روسی صدر سے تبادلہ خیال کرنا ہے۔ ہم اس بارے میں روسی قیادت سے خیالات کا تبادلہ خیال کریں گے اور فلسطین کے سلسلے میں دنیا میں ہونے والی تازہ پیش رفت پر بھی گفتگو کریں گے۔ یاد رہے گذشتہ روز صدر پوتین کے اہم اتحادی سرگئی شوبا گیو نے ایرانی قیادت کے ساتھ ملاقات کی ہے اور ان کا ایرانی صدر مسعود پیزشکیان کے ساتھ بھی خیالات کا تبادلہ ہوا۔ ایرانی صدر نے انہیں کہا کہ ایران روس کے ساتھ تعلقات اور دو طرفہ تعاون کو مزید وسعت دینا چاہتا ہے۔

ہم سپریم کورٹ کا فیصلہ مسترد کرتے ہیں

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ہمارا پیارا یہ ملک پاکستان لاکھوں مسلمانوں کی شب و روز کاوشوں اور بے شمار قربانیوں کی بدولت معرضِ وجود میں آیا کہ یہاں قرآن وسنت کی حکمرانی ہوگی اور ہم مسلمان یہاں اپنے پیارے نبی آخرالزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس اور ختم نبوت کا پرچم بلند رکھیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (باقی ص:53 پر)

خیر و خبر

قادیانیوں کو تبلیغ کی اجازت دینا پاکستانی سپریم کورٹ کا افسوسناک فیصلہ-علما کا اظہار ناراضگی

ممبئی، (سعید احمد خان): قادیانیوں کو تبلیغ کی اجازت دینے سے متعلق پاکستانی سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف بدھ کو ہانڈی والی مسجد (چور بازار) میں علما کی میٹنگ بلائی گئی۔ اس ہنگامی میٹنگ میں دوٹوک انداز میں کہا گیا کہ یہ ہمارے ایمان و عقیدے کی بنیاد کا اہم ترین مسئلہ ہے، اس کے ساتھ کسی قسم کے سمجھوتے یا نرمی برتنے کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ائمہ مساجد سے جمعہ کے خطاب میں قادیانیوں کے گمراہ کن نظریات پر اظہار خیال کی اپیل بھی کی گئی تاکہ عام مسلمانوں کو اس گمراہ فرقے کی حقیقت معلوم ہو سکے رضا اکیڈمی کے سربراہ محمد سعید نوری نے کہا کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے قادیانیوں کے حوالے سے جو فیصلہ سنایا ہے وہ امت مسلمہ کو کسی بھی صورت میں قبول نہیں ۔ میٹنگ میں مولانا اعجاز کشمیری ، مولانا محمد عمر نظامی اور مولانا محمد عباس رضوی نے بھی خطاب کیا اور پر زور الفاظ میں اس فیصلے کو غیر شرعی، غیر آئینی اور گمراہ کن قرار دیا۔

عقیدۂ ختم نبوت جزوِ ایمان ہے

ممبئی-شہزادہ شیر ملت حضرت مولانا اعجاز احمد کشمیری خطیب و امام باندی والی مسجد نے کہا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن عقیدہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کسی بھی صورت میں برداشت نہیں ہوگا، عقیدہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ایمان کا حصہ ہے اس لیے پاکستانی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا فیصلہ بدترین فیصلہ ہے ہمیں چاہیے کہ ہم قادیانیوں کے باطل نظریات سے عوام کو آگاہ کریں تاکہ قوم کو نقصان سے بچایا جاسکے۔ انھوں نے آگے یہ بھی کہا کہ قادیانی فرقہ دین و مذہب کے ساتھ ساتھ ملک کا بھی دشمن ہے اس لیے بھارت سمیت بھی ملکوں کو قادیانی فرقہ پر پابندی عائد کرنی چاہیے۔

اس موقع پر مولانا امان اللہ رضا نے کہا کہ پاکستانی سپریم کورٹ کا فیصلہ خود وہاں کے آئین کے منافی ہے جب پاکستانی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا پھر آخر وہ کون سی طاقت ہے کہ جس کے دباؤ میں آکر چیف جسٹس آف پاکستان نے یہ قابل افسوس فیصلہ دیا ہے۔

مولانا خلیل الرحمن نوری نے کہا کہ قادیانیت انگریز کی اولاد ہے جس نے مسلمانوں کے اندر اختلاف پیدا کرنے اور ان کے ٹھوس عقائد و نظریات کو ختم کرنے کے لیے مرزا غلام قادیانی کو پیدا کیا۔ آج یہ خبیث فرقہ اسرائیل کی گود میں بیٹھ کر مسلمانوں کو ان کے عقائد سے دور کر رہا ہے، لہذا مسلمانوں کو مرزا غلام قادیانی کے باطل نظریات سے بچانا ہم سب کا ایمانی تقاضا ہے۔

حضرت مولانا محمد عمر نظامی جمعیت علماے اہلسنت نے کہا کہ قادیانیت گندے نالے کا ایک کیڑا ہے جو دھیرے دھیرے رینگتے ہوئے سوراخ سے گذر کر ناخواندہ علاقوں میں داخل ہو رہا ہے اور اپنے کفریہ نظریات کو غریب مسلمانوں پر مسلط کر رہا ہے اس لیے اس کیڑے کو جڑ سے ختم کرنے کی کوشش ہو۔ آپ نے مزید کہا کہ آج یہ بدبودار کیڑا پڑوسی ملک کی آرمی میں گھس کر خود ہمارے ملک بھارت کے خلاف بھی سازش کر تا رہا ہے، لہذا گورنمنٹ آف انڈیا اور یہاں کی خفیہ ایجنسیوں کو بھی ان ملعونوں پر خاص نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مفتی ابراہیم آسی جامعہ قادریہ اشرفیہ نے اپنے بیان میں کہا کہ لوگ قادیانی فرقہ کے گمراہ کن عقائد سے واقف نہیں ہیں اس لیے ائمہ مساجد جمعہ کے اجتماع میں کھل کر عقیدۂ ختم نبوت پر دلائل و براہین سے مزین خطاب کریں مزید پاکستانی سپریم کورٹ کے غلط فیصلے کی پرزور مذمت بھی کریں ۔ حضرت مولانا محمد عباس رضوی نے کہا کہ پاکستان عدالت کئی نے قادیانیوں کے معاملے میں جو فیصلہ کیا ہے وہ غیر شرعی بھی ہے اور غیر آئینی بھی ہے اس لیے اس فیصلے کو ہم سرے سے خارج کرتے ہیں اور پاکستانی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس فیصلے کو واپس لے یہ معاملہ کسی ایک ملک یا ریاست کا نہیں ہے بلکہ اربوں مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ سے جڑا ہے۔

میٹنگ میں مولانا صابر القادری، مولانا فاروق رضوی، مفتی محمد عثمان اشرف شیدا اشرفی، قاری محمد رئیس فاروقی، قاری گلزار احمد رضوی، قاری ناظم رضوی، مولانا مظہر حسین علیمی، مولانا اعجاز القمر، مولانا قمر رضا اشرفی، مولانا نظام الدین خان رضوی، مولانا صابر رضا ثقافی، مولانا توکل حسین، مولانا محمد عارف، مولانا نوشاد احمد، قاری محمد سلیمان خان رضوی قاری شہزاد احمد، حاجی محمد کمال خان قادری گوونڈی، برکات احمد اشرفی شفیق احمد شیخ، ناظم خان رضوی وغیرہ موجود تھے۔

خیابان حرم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

خود مرے نبی نے، بات یہ بتا دی ، لانبیّ بعدی
ہر زمانہ سن لے، یہ نوائے ہادی ، لانبیّ بعدی

لمحہ لمحہ اُن کا، طاق میں ہواہے، جگمگانے والا
آخری شریعت، کوئی آنے والی اور نہ لانے والا
لہجۂ خدا میں آپ نے صدا دی، لانبی بعدی

تھے اصول جتنے، اُن کے ہر سخن میں، نظم ہو گئے ہیں
دیں کے سارے رستے، آپ تک پہنچ کر، ختم ہو گئے ہیں
ذات حرفِ آخر، بات انفرادی، لانبی بعدی

ارتقائے عالم، کر دیا خدا نے، صرف نام اُن کے
اُن کی خوش نصیبی، جن کے ہیں وہ آقا، جو غلام ان کے
گونجے وادی وادی، آپ کی منادی، لانبی بعدی

اُن کے بعد اُن کا، مرتبہ کوئی بھی، پائے گا نہ لوگو
ظلی یا بُروزی اب کوئی پیمبر آئے گا نہ لوگو
آپ نے یہ کہہ کر مہر ہی لگا دی ، لانبی بعدی

از: مظفر وارثی

کوئی نبی نہ آئے گا میرے نبی کے بعد

ظلمت کا کام کیا ہے بھلا روشنی کے بعد
جائیں گے سوے جہل نہ ہم آگہی کے بعد
عیسیٰ مسیح مصرعِ بعثت میں ہیں "روی"
پھر ہے ردیفِ لفظِ "محمد" روی کے بعد
آقا ہیں اینٹ قصرِ نبوت کی آخری
حاجت کہاں کسی کی اب اُس آخری کے بعد
ہے لا نبی بعدی نبی کی زبان پر
یہ باب رب نے بند کیا آپ ہی کے بعد
بو بکر رو رہے تھے یہی سوچ سوچ کر
رب کی وحی نہ اترے گی جانِ وحی کے بعد
کچھ بھی نہیں بچا ہے سوائے مبشّرات
اے صاحبِ کتاب تری صاحبی کے بعد
جانا نہ مانا غیر کو بعدِ شہِ امم
ایماں بچا کے رکھّا ہے چودہ صدی کے بعد
ظلی کوئی نبی نہ بُروزی کوئی نبی
"کوئی نبی نہ آئے گا میرے نبی کے بعد"
کذّاب میں شمار تو مرزا ترا بھی ہے
ثابت ہے تیرے حال کی ہر ابتری کے بعد
لتھڑا ہوا ہے اپنے ہی بول و براز میں
بھائی ہے گندگی تجھے پاکیزگی کے بعد
مہتابؔ میری آخری منزل درِ رسول
جانا کہیں نہیں مجھے اُن کی گلی کے بعد

از: مہتاب پیامی

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.28 2023-25

THE ASHRAFIA MONTHLY

AUG-2024

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459

www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا علمی فیضان ہندوستان گیر ہی نہیں بلکہ اب عالم گیر ہوگیا ہے۔ اشرفیہ نے جس برق رفتاری سے ارتقائی منزلیں طے کی ہیں اشرفیہ کے معاونین اور دیگر اہلِ خیر اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وقت دو سو پچاس سے زائد افراد پر مشتمل ایک متحرک اور فعال اسٹاف اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے اور مختلف شعبوں میں تقریباً گیارہ ہزار طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بیرونی طلبہ کی خوراک، رہائش اور اساتذہ و ملازمین کی تنخواہوں پر ایک خطیر رقم سالانہ خرچ کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ ادارہ بجا طور پر اہلِ خیر حضرات کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ والسلام

عبدالحفیظ عفی عنہ

سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

DONATION

You can make donation by cheque, Draft or by online in the favour of-

(For Education) برائے تعلیمی چندہ

(1) Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Central Bank of India
A/C 3610796165
IFSC. Code: CBIN 0284532

(2) Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Union Bank of India
A/C 303001010333366
IFSC. Code: UBIN 0530301
Branch Code: 530301

(3) Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Punjab National Bank
A/c 05752010021920
IFSC. Code : PUNB0057510

(For Construction) برائے تعمیری چندہ

(1) Aljamiatul Ashrafia
Central Bank of India
A/c 3610803301
IFSC. Code: CBIN 0284532

(2) Aljamiatul Ashrafia
Union Bank of India
A/c 303002010021744
IFSC. Code: UBIN 0530301
Branch Code: 530301

(3) Aljamiatul Ashrafia
Punjab National Bank
A/c 05752010021910
IFSC. Code : PUNB0057510

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

BHIM
BHARAT INTERFACE FOR MONEY

BHIM UPI Payments Accepted at
Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Account Number : 3610796165, IFSC Code: CBIN0284532

SCAN & PAY ANY UPI SUPPORTED APPS

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN